ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

31

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا 33 واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

7 تا 13 صفر المظفر 1446ھ / 13 تا 19 اگست 2024ء

استحکام وبقاء پاکستان کے ناگزیر لوازم

ملک وملت کے استحکام ہی نہیں، بقا تک کے لیے حسبِ ذیل چیزیں ناگزیر اور لازمی ہیں:

☆ ایک ایسا طاقتور انسانی جذبہ جو جملہ حیوانی جبلتوں پر غالب آ جائے اور قوم کے افراد میں کسی مقصد کے لیے تن من دھن لگا دینے حتیٰ کہ جان تک قربان کر دینے کا مضبوط ارادہ اور قوی داعیہ پیدا کر دے۔

☆ ایک ایسا ہمہ گیر نظریہ جو افراد و قوم کو ایک ایسے مضبوط ذہنی و فکری رشتے میں منسلک کر کے بنیان مرصوص بنا دے جو رنگ، نسل، زبان اور وطن کے تمام رشتوں پر حاوی ہو جائے اور اس طرح قومی یکجہتی اور ہم آہنگی کا ضامن بن جائے؛

☆ عام انسانی سطح پر اخلاق کی تعمیر جو صداقت، امانت، دیانت اور ایفائے عہد کی اساسات کو ازسرِنو مضبوط کرے اور قومی و ملی زندگی کو رشوت، خیانت، ملاوٹ، جھوٹ، فریب، ناانصافی، جانبداری، ناجائز اقربا پروری اور وعدہ خلافی ایسی تباہ کن بیماریوں سے پاک کر دے۔

☆ ایک ایسا نظامِ عدلِ اجتماعی (System of Social Justice) جو مرد اور عورت، فرد اور ریاست، اور سرمایہ اور محنت کے مابین عدل و اعتدال اور قسط و انصاف اور بالخصوص حقوق و فرائض کا صحیح و حسین توازن پیدا کر دے؛

تحریکِ پاکستان کے تاریخی اور واقعاتی پس منظر، اور پاکستان میں بسنے والوں کی عظیم اکثریت کی فکری و جذباتی ساخت، دونوں کے اعتبار سے یہ بات بلاخوفِ تردید کہی جا سکتی ہے کہ اس ملک میں یہ تمام تقاضے صرف اور صرف دین و مذہب کے ذریعے اسلام کے حوالے اور ناتے سے پورے کیے جا سکتے ہیں۔

استحکام پاکستان
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 311 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 40500 سے زائد، جن میں بچے: 16500،
عورتیں: 12400 (تقریباً)۔ زخمی: 92000 سے زائد

اس شمارے میں

عزمِ استحکامِ پاکستان......

ملکی مسائل اور مقتدر طبقات کی ذمہ داری اور اسماعیل ہنیہ کی شہادت

قادیانیت کے حوالے سے سپریم کورٹ کا فیصلہ

لہو کے سارے شعبدے، لہو کے سارے معجزے

جوئے بنگلہ رجاکار

جشنِ آزادی کے لیے آزادی بھی تو چاہیے!

الھدیٰ 1096
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

مشرکین ہدایت سے خالی، خواہشات کے بندے

سُورۃُ القَصَص | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 49 تا 50

قُلۡ فَاۡتُوۡا بِکِتٰبٍ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ہُوَ اَہۡدٰی مِنۡہُمَاۤ اَتَّبِعۡہُ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنۡ لَّمۡ
یَسۡتَجِیۡبُوۡا لَکَ فَاعۡلَمۡ اَنَّمَا یَتَّبِعُوۡنَ اَہۡوَآءَہُمۡ ؕ وَ مَنۡ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ہَوٰىہُ بِغَیۡرِ
ہُدًی مِّنَ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۵۰﴾

آیت: ۴۹ ﴿قُلۡ فَاۡتُوۡا بِکِتٰبٍ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ہُوَ اَہۡدٰی مِنۡہُمَاۤ اَتَّبِعۡہُ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۴۹﴾﴾ ’’آپؐ کہیے کہ پھر لاؤ کوئی ایسی کتاب اللہ کے پاس سے جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت والی ہو میں اس کی پیروی کروں گا اگر تم سچے ہو!‘‘

اس جملے سے بات گویا واضح ہو گئی کہ پچھلی آیت میں اہل مکہ ہی کا قول نقل ہوا ہے جس میں انہوں نے قرآن اور تورات کو ’’سِحۡرٰنِ تَظٰہَرَا‘‘ قرار دیا تھا۔ تو اے نبی ﷺ! آپ ان سے کہیے کہ اگر قرآن اور تورات دونوں ہی آپ لوگوں کے لیے قابلِ قبول نہیں تو پھر اللہ کی نازل کردہ کوئی ایسی کتاب پیش کرو جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت بخشنے والی ہو۔

آیت: ۵۰ ﴿فَاِنۡ لَّمۡ یَسۡتَجِیۡبُوۡا لَکَ﴾ ’’پھر اگر یہ لوگ آپؐ کی بات کو قبول نہ کریں‘‘

آپؐ کی اس دلیل کو بھی اگر یہ لوگ تسلیم نہ کریں:

﴿فَاعۡلَمۡ اَنَّمَا یَتَّبِعُوۡنَ اَہۡوَآءَہُمۡ ؕ﴾ ’’تو جان لیں کہ یہ لوگ صرف اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں۔‘‘

﴿وَ مَنۡ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ہَوٰىہُ بِغَیۡرِ ہُدًی مِّنَ اللّٰہِ ؕ﴾ ’’اور اُس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہو گا جو اپنی خواہشات کی پیروی کر رہا ہو اللہ کی طرف سے کسی ہدایت کے بغیر!‘‘

﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۵۰﴾﴾ ’’یقیناً اللہ ایسی ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔‘‘

درس حدیث

دنیا میں گناہوں کی سزا

عَنۡ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبۡدِہِ الۡخَیۡرَ عَجَّلَ لَہُ الۡعُقُوۡبَۃَ فِی الدُّنۡیَا وَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبۡدِہِ الشَّرَّ اَمۡسَکَ عَنۡہُ بِذَنۡبِہٖ حَتّٰی یُوَافِیَ بِہٖ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ)) (رواہ الترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے لیے بھلائی کا ارادہ فرما لیتے ہیں تو دنیا میں اُسے (اس کے گناہوں کی) سزا دے دیتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کے لیے برائی کا ارادہ فرما لیتے ہیں تو اس کے گناہوں کی سزا کو قیامت تک کے لیے روک لیتے ہیں، یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے پوری پوری سزا دیں گے۔‘‘

تشریح: بندۂ مومن کو جب ایمان کی لذت نصیب ہو جاتی ہے تو وہ اس زندگی کی تمام آفات و آزمائشوں کو بڑی پامردی سے جھیلتا ہے، کیونکہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ جب آزمائشیں میرے مالک کے اذن ہی سے وارد ہوتی ہیں اور اس میں میری بھلائی ہے تو مجھے ان کو مالک کی رضا سمجھ کر برداشت کرنا چاہیے۔

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

7 تا 13 صفر المظفر 1446ھ جلد 33
13 تا 19 اگست 2024ء شمارہ 31

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: خورشید انجم
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹ کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
خورشید انجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزمِ استحکام پاکستان ....

"دیر آید درست آید" کے مصداق 77 سال کے بعد مملکت خداداد پاکستان کے عدم استحکام کا اعتراف کر کے اس کے استحکام کے لیے عزم کا اظہار کیا گیا ہے۔ جیسے ہی یہ خبر سامنے آئی تو ملک کے طول و عرض سے اس کے خلاف آوازیں اٹھنا شروع ہوگئیں۔ حیرت ہوئی کہ اس مبارک عزم کی تائید کی بجائے اس پر تنقید اور اس کی مخالفت کیوں کی جا رہی ہے؟ معلوم ہوا کہ اس کے ساتھ "آپریشن" کا لفظ جڑا ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے استحکام کے راستے میں کچھ رکاوٹیں یعنی بیماریاں ہیں جن کا علاج آپریشن کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ چونکہ اس سے قبل کچھ خرابیوں کو دور کرنے کے لیے جو تدابیر اختیار کی گئیں ان کو بھی آپریشن کا نام دیا گیا تھا جیسے "آپریشن رد الفساد" وغیرہ۔ اس لیے عزم استحکام کے لیے جب آپریشن کی اصطلاح استعمال کی گئی تو مخالفت کی وجہ سمجھ آئی کہ ہر معاملے میں آپریشن کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان کو ہر بیماری سے نجات اور جسم و جان کی صحت یابی کے لیے آپریشن کروانا لازم نہیں ہوتا۔ بلکہ طب کی دنیا میں کسی بیماری کے علاج کے لیے آپریشن آخری حربہ (Last resort) ہوتا ہے۔ اس وقت عزم استحکام پاکستان کی مخالفت صرف آپریشن کی وجہ سے کی جا رہی ہے، اس لیے اس اختلاف کی گنجائش ہے۔ البتہ اس کی مخالفت کرنے والوں کی طرف سے ابھی تک استحکام پاکستان کے لیے کوئی ٹھوس، دیرپا اور مستقل متبادل تدبیر کی تجویز نہیں پیش کی گئی۔ اگر مخالفین اس حقیقت سے ہی انکار کرتے ہیں کہ پاکستان عدم استحکام کا شکار ہے تو اس مخالفت کا جواز ہے۔ اگر معاملہ اس کے برعکس ہو جیسا کہ فی الواقع ایسا ہی ہے تو پھر مخالفت کی بجائے سنجیدگی سے غور و فکر کی ضرورت ہے اور عزم بالجزم کے ساتھ فوری طور پر اس طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ ہمارے خیال میں پاکستان کا عدم استحکام محض وہم نہیں ہے، یہ ایک حقیقت ہے اور اس کے تدارک کی سنجیدگی سے کوشش کرنی چاہیے۔

14 اگست 2024ء کو پاکستان کا 77 واں یومِ آزادی منایا جائے گا۔ پون صدی سے زائد کا عرصہ گزر جانے کے بعد ملک و ملت کی خیر خواہی کا یہ تقاضا ہے کہ پہلے ہم یہ اعتراف کریں کہ پاکستان واقعی عدم استحکام کا شکار ہے۔ یہ دراصل مرض کی تشخیص ہے اور دوسرے مرحلے پر اس کے صحیح حل یعنی درست علاج کی تجویز پیش کی جائے۔ یاد ش بخیر! یہ 1980ء کی دہائی تھی جب پاکستان بالخصوص صوبہ سندھ میں بہت افراتفری تھی۔ اندرون سندھ علیحدگی پسند تحریک کی سرپرستی جی ایم سید صاحب فرما رہے تھے اور کراچی حیدر آباد میں مہاجر قومی موومنٹ کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ اس وقت ایک مرد درویش، دور اندیش و دور بین نے حالات کی خطرناکی (Gravity of the situation) کو محسوس کیا اور میدان عمل میں آئے اور انہوں نے "استحکام پاکستان"، "استحکام پاکستان اور مسئلہ سندھ" دو علیحدہ علیحدہ کتب لکھ کر ملت کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ یہ مرد خود آگاہ و خدا مست ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے پاکستان کی عمر کے چالیس سالوں کا تذکرہ کیا اور قرآن سے استدلال کرتے ہوئے چالیس سال کی عمر کی دینی و تاریخی اہمیت کو واضح کیا۔ اس وقت پاکستان اپنی عمر کے چالیسویں برس میں تھا۔ اب 77 سال کا ہوگیا ہے مگر عدم استحکام ابھی تک برقرار ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور و فکر کر کے درست سمت کا تعین کر کے عملی پیش رفت کا جامع منصوبہ ترتیب دیا جائے۔

سب سے پہلے ہمیں ماننا پڑے گا کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اور اسلام ہی اس کے وجود کا واحد جواز ہے۔ مگر قیام پاکستان کے بعد اس طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی جس کی وجہ سے ملی و دینی وحدت کی بجائے انتشار و اختلاف پیدا ہوا اور ایک حصہ جو آبادی کے اعتبار سے بڑا تھا، کٹ کر ایسے علیحدہ ہوا کہ اس نے اپنا نام تک بدل دیا۔

مشرقی پاکستان کی بجائے وہ بنگلہ دیش بن گیا اور اپنے تشخص سے ہی دستبردار ہو گیا۔ باقی بچنے والے حصے مغربی پاکستان میں اسلام کے ساتھ سوتیلا سلوک جاری رہا جس کے نتیجے میں ملکی وملی تشخص کے مقابلے میں سندھی، بلوچی، پختون، پنجابی اور سرائیکی شناختوں نے سر اٹھائے اور بچا کھچا ملک انتشار وافتراق کے باعث مزید عدم استحکام کا شکار ہوا۔ افغانستان کی پہلی طالبان حکومت کو گرانے میں جب ہم نے اپنا کندھا پیش کیا تو ملک کے اندر ایک اور بحران نے ٹی ٹی پی کی صورت میں جنم لیا۔ ٹی ٹی پی عنصر کو بڑی آسانی سے شکست دی جا سکتی تھی اگر حکومت پاکستان اور بالخصوص اس کے مقتدر طبقات اسلامی نظام کو اختیار کرنے کی طرف پیش قدمی کرتے۔ مثبت اقدام کی بجائے ہم نے طاقت کے زور پر مسائل کو حل کرنے کی ٹھان لی نتیجہ زیادہ خطرناک نکلا۔

موجودہ صورت حال سے نکلنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے پاکستان کے استحکام کی واحد اساس یعنی اسلام کی طرف فوری رجوع کیا جائے۔ ہمیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اسلام کے علاوہ ہمارے پاس کوئی متبادل نہیں ہے۔ نہ تاریخ ہماری پشت پر ہے اور نہ ہی جغرافیہ۔ اسی طرح نسلی، لسانی اور قومی تشخص نام کی کوئی چیز بھی ہمارے پاس نہیں ہے۔ پاکستان کے استحکام کا کل دارومدار ایک ہی چیز پر ہے اور وہ وہی ہے جس نے اسے جنم دیا تھا یعنی پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ۔ یہ بات ہر اُس شخص کو اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے جو کسی بھی وجہ سے پاکستان کی بقاء واستحکام کا طالب اور خواہش مند ہو۔

ہمیں اس حقیقت کا ادراک ہے کہ عوام کی فلاح وبہبود، انتظامی مشینری کی اصلاح وتطہیر اور مختلف علاقوں کے رہنے والوں اور مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والوں کا اعتماد واطمینان بھی نہایت اہم اُمور ہیں اور اُن کے بغیر بھی یقیناً پاکستان مستحکم نہیں ہو سکتا۔ اور خاص طور پر موجودہ حالات میں معاشی بدحالی، سماجی انتشار اور سیاسی ابتری کے باعث تو ان کی اہمیت بہت ہی زیادہ بڑھ گئی ہے، اور اس حوالے سے بھی شدید کوتاہی مسلسل ہو رہی ہے اگر جلد از جلد اُس کی تلافی کی صورت پیدا نہ ہوئی تو شدید اندیشہ ہے کہ یہ بچا کھچا پاکستان بھی خدانخواستہ ”تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں“ کا مصداق نہ بن جائے۔

تاہم پاکستان کے دوام واستحکام کی اصل اساس یہ چیزیں نہیں بلکہ صرف اور صرف اسلامی نظام کا نفاذ ہے۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے بغیر پاکستان کسی نہ کسی بڑی طاقت کا دم چھلا بن کر ہی رہے گا جیسا کہ اس وقت وہ امریکی دباؤ کے تحت ہے۔ صرف اسلامی جمہوریہ پاکستان نام کی وجہ سے پاکستان ہرگز مستحکم نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے فوری طور پر درج ذیل امور کا اہتمام کر لیا جائے تو پاکستان کے استحکام کا رخ معین ہو جائے گا اور جیسے جیسے ہم دین کے نفاذ کی تکمیل کی طرف بڑھیں گے ان شاء اللہ استحکام بھی آتا جائے گا اور مذہب کی آڑ میں دہشت گردی کرنے والوں کو کہیں پناہ نہیں ملے گی:

1۔ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اور شروع میں ہی اس کی اسلامی شناخت کو قرارداد مقاصد پاس کر کے نمایاں کیا گیا۔ مختلف مکاتب فکر کے 31 علماء نے 22 متفقہ دستوری نکات پیش کر کے پاکستان کے جواز کو مزید مستحکم کیا۔ 1973ء میں ایک دستور بنا کر اعلان کیا گیا کہ ریاست پاکستان میں اقتدار اعلیٰ کا مالک صرف اللہ جل جلالہ ہے، قرآن و سنت اس کے دستور کے لیے بنیادیں ہیں۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی بھی قانون قرآن و سنت کے خلاف ہوا، سے فوری کالعدم قرار دیا جائے۔ جیسے سودی معیشت کو برقرار رکھنے والی دستوری شقات، ٹرانس جینڈر ایکٹ وغیرہ۔

2۔ معاشی استحکام کے لیے سب سے پہلے معیشت سے سود کے خاتمے کا اعلان کر کے اللہ جل جلالہ ورسول ﷺ کے خلاف برپا جنگ کو ختم کیا جائے۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ ہماری معیشت کو درست فرمائے گا۔ گویا معاشی عدم استحکام کا علاج بھی رجوع الی اللہ ہے۔

3۔ ختم نبوت کا مسئلہ قرآن وسنت کے عین مطابق دستوری طور پر طے کر دیا گیا ہے۔ کسی ادارے کو اس حوالے سے شک وشبہ نہیں ہونا چاہیے۔ رسول ﷺ سے وفاداری ہمیں ایک امت واحدہ بنانے کا ذریعہ بنے گی۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

4۔ معاشرتی سطح پر بے حیائی کے کلچر کو لگام دی جائے۔ تمام ذرائع ابلاغ کو اسلامی اخلاق و اقدار کا پابند بنایا جائے۔ غیر مخلوط ماحول پیدا کیا جائے اور تعلیمی اداروں میں مرد وزن کے اختلاط (Coeducation) کو فوری روکا جائے تاکہ نوجوان بچوں اور بچیوں کا مستقبل محفوظ ہو سکے۔ ورنہ معاشرہ سماجی انارکی اور جنسی آوارگی میں مبتلا ہو کر ختم ہو جائے گا۔

5۔ اسلام کے قوانین قصاص، حدود وتعزیرات کو فی الفور نافذ کیا جائے تاکہ لاقانونیت کا خاتمہ ہو سکے اور اس سے جرائم پیشہ افراد پر رعب وخوف طاری ہوگا۔ قتل وغارت گری جسے آج کل دہشت گردی سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس سے بھی چھٹکارا ملے گا۔

آخر میں ہم اپنے ملک کے تمام طبقات پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام اپنی اصل کے اعتبار سے صرف ”مذہب“ نہیں کامل ”دین“ ہے، جو صرف عقائد وعبادات اور چند معاشرتی وسماجی رسومات سے عبارت نہیں ہے، بلکہ ان سب پر مستزاد ایک کامل واکمل، متوازن ومعتدل اور عادلانہ ومنصفانہ معاشرتی، معاشی اور سیاسی نظام پر مشتمل ہے۔ لہٰذا پورے نظامِ زندگی پر اللہ کے عطا کردہ کامل سماجی ومعاشی وسیاسی نظام (Socio-Politico-Economic System) کا غلبہ ہر بندۂ مومن کی زندگی کا اصل مقصد اور اُس ”جہادِ زندگانی“ کا اصل ہدف ہے جس کے لوازم وشرائط اور اوزار وہتھیار ہیں: ایمان ویقین کی دولت، پیہم سعی وجہد کا مادہ اور محبت اور اخوت کی قوتِ تسخیر، بقول علامہ اقبال مرحوم:

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں!

ہم ارباب حل وعقد کو یقین دلاتے ہیں کہ ریاست پاکستان کی اسلامی نظام کی طرف پیش قدمی سے ان تمام عناصر کی بیخ کنی ہو سکے گی، جو اسلام کا نام لے کر اس کی رٹ کو چیلنج کر رہے ہیں۔ اسلامی نظام کے نفاذ سے ایسے عناصر اپنی اخلاقی ساکھ کھو بیٹھیں گے۔ اس معاشرے میں انہیں پناہ نہیں مل سکے گی۔ اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی جس سے افراد معاشرہ میں اتحاد ویکجہتی، اخوت وبھائی چارے کی فضا قائم ہوگی۔ اللہ کی رحمت سے معاشرت کے استحکام سے معیشت بھی سنبھلنا شروع ہوگی۔ اسلام کو موقع دیجیے اور پھر دیکھیے کہ پاکستان کیسے مستحکم ومضبوط ہوتا ہے اور پورے عالم کے لیے عملی نمونہ بھی بنے گا جیسے کبھی مدینہ منورہ سلطنت روما اور فارس کے لیے قابل تقلید نمونہ بنا تھا۔

ملکی مسائل اور مقتدر طبقات کی ذمہ داریاں
اور
اسماعیل ہنیہ کی شہادت

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 02 اگست 2024ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

آج کے خطاب جمعہ میں تین موضوعات پر کلام کرنا مقصود ہے۔

1۔ طلاق کی بڑھتی تعداد اور اس کا حل

گزشتہ جمعہ میں نے ایسے افراد کی بڑھتی ہوئی تعداد کے بارے میں گفتگو کی تھی جن کی عمریں نکلی جا رہی ہیں لیکن ان کی شادی نہیں ہو رہی اور اس کا حل بھی قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کیا تھا کہ نکاح کو آسان بنایا جائے۔ دوسری طرف ملک میں طلاق اور خلع کی تعداد اور گھرانوں کے ٹوٹنے کا معاملہ بھی خوفناک حد تک بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کے بھی بہت سارے عوامل ہیں اور بہت ساری وجوہات ہو سکتی ہیں۔ آج اس حوالے سے بھی گفتگو کرنا مقصود ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کے بارے میں روایت میں ذکر آتا ہے کہ: ((کان یقراء القرآن ویذکر الناس)) اللہ کے رسول ﷺ جمعہ کے خطبہ میں قرآن پڑھتے تھے اور اس کے ذریعے نصیحت فرماتے تھے۔ (سنن ابی داؤد)

یہاں بھی قرآن وسنت کی روشنی میں نصیحت اور یاددہانی مقصود ہے۔ اس ضمن میں سب سے پہلی چیز میاں بیوی کا تعلق ہے۔ وہ کیسا ہونا چاہیے، یہ رشتہ کتنا مضبوط ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے۔

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ﴾ (البقرہ: 187) ''وہ پوشاک ہیں تمہارے لیے اور تم پوشاک ہو اُن کے لیے۔''

شوہر اور بیوی کے تعلق اور قرب کو بیان کرنے کے لیے اس سے بہتر کوئی مثال نہیں ہو سکتی۔ ہمارے وجود سے قریب ترین شے ہمارا لباس ہوتا ہے۔ یہ لباس بندے کے لیے راحت کا ذریعہ بھی بنتا ہے، زینت کا اظہار بھی اس سے ہوتا ہے، موسم کی شدت سے بھی انسان کو بچاتا ہے اور کہیں زخم ہو، داغ ہو تو اس کو بھی چھپاتا ہے۔ بالکل اسی طرح کا تعلق اور قرب اللہ تعالیٰ کو شوہر اور بیوی میں مطلوب ہے کہ میاں بیوی کے درمیان بھی اتنا ہی قرب ہو، وہ ایک دوسرے کے لیے راحت کا ذریعہ بنیں، ایک دوسرے کے لیے دلی سکون اور اطمینان کا ذریعہ بنیں، مشکل وقت میں ایک دوسرے کا سہارا بنیں، پھر یہ کہ ایک دوسرے کے عیوب کو چھپانے کا ذریعہ بنیں، ایک دوسرے کو گناہوں اور بے حیائی کے کام سے بچانے کا ذریعہ بنیں۔ لباس کے ضمن میں اسی طرح کی اور بہت سی مثالیں مفسرین نے بیان فرمائی ہیں۔

مرتب: ابوابراھیم

قرآن کا پہلا اور بڑا مخاطب فرد ہے کیونکہ فرد (مرد وعورت) جتنا ہدایت یافتہ ہوگا اتنا ہی گھر مضبوط ہوگا، مضبوط گھر مضبوط معاشرے کی بنیاد بنے گا۔ پھر یہ کہ افراد ہدایت یافتہ ہوں گے تو ملک کی معیشت بھی اچھی چلے گی، سیاست بھی اچھی چلے گی، معاشرے بھی اچھے چلیں اور نظام بھی بہتر چلے گا۔ فرد کے بعد معاشرے کی بنیادی اکائی گھر ہے۔ اس لیے فرد کے بعد سب سے زیادہ ہدایات قرآن میں گھریلو زندگی کے حوالے سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ﴾ (النساء:19) ''اور عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے پر معاشرت اختیار کرو۔''

قرآن میں جو احکامات ہیں ان کی تشریح ہمیں حضور ﷺ کی سیرت اور تعلیم میں ملتی ہے۔ سورۃ النساء کا ہی ایک اور مقام مردوں کو اکثر یاد رہتا ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾ (النساء: 34) ''مرد عورتوں پر حاکم ہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کی یہی دلیل بار بار بیان فرمائی ہے کہ اس پوری کائنات کا نظام چلانے والا ایک ہے، اگر بالفرض محال ایک سے زائد رب ہوتے تو یہ نظام کب کا تلپٹ ہو گیا ہوتا۔ اسی طرح کسی ایک ادارے میں ٹاپ پر دو افراد کو برابر کا اختیار دے دیا جائے تو نظام نہیں چلے گا۔ ہر ادارے میں ٹاپ پر ایک اتھارٹی ہوگی۔ حکومت میں وزراء بہت سارے ہوں گے لیکن وزیراعظم ایک ہی ہوگا۔ سکول میں ٹیچرز بہت ہوں گے مگر پرنسپل ایک ہوگا۔ اسی طرح گھر کا ادارہ ہے جس میں اولاد بھی ہے، بیوی بھی ہے لیکن اتھارٹی شوہر کو دی گئی ہے تاکہ وہ گھر کا نظام چلائے، مرد کو قوام بنایا مگر ساتھ ساتھ اس کو بعض چیزوں کا پابند بھی بنایا گیا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ اپنی عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرنا، کل اللہ کے سامنے تم نے ان کے بارے میں جواب بھی دینا ہے۔ یعنی اگر اللہ نے مرد کو قوام بنایا ہے تو اتنا ہی اس سے حساب بھی ہوگا۔ حدیث میں ہے:

((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)) ''تم میں سے ہر آدمی ذمہ دار ہے اور ہر آدمی اپنے ماتحتوں کے بارے میں جواب دہ ہے''۔

باپ سربراہ ہے، نگران ہے تو اس سے اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا، شوہر سے بیوی کے بارے میں، آقا سے غلام کے بارے میں، حکمران ہے تو رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ یعنی آج اختیار ہے تو کل جوابدہی بھی ہوگی۔ اس لیے مرد کو اگر حاکم بنایا ہے تو وہ صرف حکم ہی نہ دے بلکہ وہ خدمت بھی کرے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: ((سید القوم خادمھم)) ''قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے''۔ حاکم نے سارا انتظام بھی کرنا ہوتا ہے۔ مرد کو اگر گھر کا قوام بنایا تو گھر کی ریاست اس نے چلانی ہے۔ گھر کی معیشت بھی ہوگی، معاشرت بھی ہوگی، دیگر امور بھی ہوں گے، ان تمام امور کا خیال رکھنا اور گھر والوں کی کفالت کرنا مرد کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے نفرت نہ کرے۔ کوئی ایک بات اس کی اگر تمہیں

پسند نہیں تو تلاش کرو، کوئی دوسری ادا پسند آ ہی جائے گی۔ بندہ غور کرے، اس اللہ کی بندی نے اپنے ماں باپ، بہن بھائی، سارے رشتہ دار، گھر کے ناز نخروں کو چھوڑ کر، sign (ایجاب و قبول) کر کے اپنے آپ کو تمہارے حوالے کر دیا۔ یہ ادا، یہ قربانی کم ہے؟ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جا بجا اس معاملے میں اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ خطبہ نکاح کے موقع پر قرآن مجید کے تین مقامات سے الگ الگ آیات (آل عمران: 102، النساء: 1 اور الاحزاب: 70 اور 71) کی تلاوت فرماتے تھے۔ ان چاروں آیات میں خاص طور پر تقویٰ کا حکم آیا ہے کہ اللہ کا خوف اپنے دل میں رکھو۔ یہ شوہر کو بھی رکھنا ہے اور بیوی کو بھی رکھنا ہے۔ بیوی کے معاملے میں شوہر کو بہت سی ہدایات قرآن و حدیث میں اس کے علاوہ بھی ہیں۔ اسی طرح بیویوں کے لیے بھی ہدایات ہیں۔ فرمایا:

﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ط﴾ (النساء: 34) ''پس جو نیک بیویاں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں 'غیب میں حفاظت کرنے والیاں' اللہ کی حفاظت سے۔''

یہ حفاظت کیا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا شوہر جس شخص کا گھر میں آنا پسند نہ کرے اس کو عورت گھر میں نہ آنے دے۔ شوہر کی غیر موجودگی میں اس کے گھر، اس کے مال، اس کے بستر، اس کی اولاد، اس کی عزت کی حفاظت کرے۔ ایسی بیوی جو ان صفات کی حامل ہو اور اس کا شوہر اس سے راضی ہو، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ اسے اختیار دے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ۔ اب یہ بات تو اس وقت گھر والوں کو سمجھ میں آئے گی جب گھر میں اللہ کے دین کو ترجیح دی جائے گی، جب گھر میں اللہ کو بڑا مانا جائے گا۔ اللہ کو راضی کرنا شوہر کی بھی اور بیوی کی بھی ترجیح اول ہوگی۔ انہیں یہ یاد ہو کہ ہم نے آخرت میں جواب دینا ہے اور جنت ہماری اصل منزل ہے۔ یہ سب ہوگا تو پھر گھر میں دجالی فتنوں کا مقابلہ کیا جا سکے گا۔ لیکن جب گھر میں اللہ کا دین ترجیح میں ہی نہیں ہوگا، جدھر زمانہ جا رہا ہو ادھر ہی دوڑے چلے جا رہے ہوں تو پھر آج کی جو صورتحال ہے کہ ویمن ایمپاورمنٹ کے نام پر، عورتوں کے حقوق اور آزادی کے نام پر مادر پدر آزادی کے جو نعرے لگائے جا رہے ہیں کہ عورت آزاد ہو، خود کفیل ہو، اس کے بعد جس عورت کے دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی کہ میں تو آزاد ہوں، خود کفیل ہوں، کما سکتی ہوں، میرا اختیار ہے، اس کا دماغ خراب ہے کہ وہ شوہر کا احترام اور فرمانبرداری کرے گی؟ کیا وہ مرد کی نگرانی میں جانا پسند کرے گی؟ یہی وجہ ہے کہ آج بعض حلقوں میں نکاح کا سرِ عام انکار کیا جا رہا ہے۔ آزادی کے ان دلفریب نعروں کی وجہ سے خاندانی نظام درہم برہم ہو رہا ہے، گھر ٹوٹ رہے ہیں، خلع اور طلاق کی شرح خوفناک حد تک بڑھ رہی ہے اور ایسے حلقوں میں مغرب کی طرح بے نکاحی زندگیوں سے معاشرہ تباہی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس کا انجام بھی مغرب کی طرح ہی ہوگا کہ کتے بلیوں کی طرح بچے زندگیاں بسر کر رہے ہوں گے، کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا، ان کے لیے کوئی اپنے آپ کو کھپانے والا نہیں ہوگا۔

پھر اسی سورت میں آگے گھر کا معاملہ گھر میں ہی حل کرنے کی ترغیب دلائی گئی بلکہ تعلیم دی گئی ہے:

﴿وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ج﴾ (النساء: 35)

''اور اگر تم کو میاں بیوی کے درمیان افتراق کا اندیشہ ہو تو ایک حَکَم مرد کے خاندان سے مقرر کرو اور ایک حَکَم عورت کے خاندان سے۔''

اگر گھر میں کوئی ناراضگی کا معاملہ ہو جائے تو پہلے اس کو گھر میں ہی حل کرنے کی کوشش کرو۔ اس میں زبان کی حفاظت بھی ہے، درگزر کرنے کا معاملہ بھی ہے، معاف کرنے کا معاملہ بھی ہے، کوئی ایک چیز تمہیں پسند نہیں آ رہی تو دوسری ادا کو تلاش کر لو۔ کوشش کرو کہ گھر کا ماحول پرامن رہے، لیکن اس کے باوجود بھی اگر گھر کا معاملہ گھر میں حل نہیں ہوتا تو اس کو کسی یونین کونسل میں لے جانے، گھر کا بھانڈا بیچ چوراہے میں پھوڑنے، سوشل میڈیا پر تماشا لگانے یا

پریس ریلیز 9 اگست 2024ء

دوسروں پر انتہا پسندی کا الزام لگانے والے برطانیہ کا اپنا اسلاموفوبیا سے لتھڑا بدنما چہرہ بُری طرح بے نقاب ہو گیا ہے

شجاع الدین شیخ

دوسروں پر انتہا پسندی کا الزام لگانے والے برطانیہ کا اپنا اسلاموفوبیا سے لتھڑا بدنما چہرہ بری طرح بے نقاب ہو گیا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ جس طرح برطانیہ میں بڑی تعداد میں انتہا پسند بلکہ دہشت گرد جتھوں نے گزشتہ چند دنوں کے دوران مسلمانوں کی مساجد، گھروں اور دکانوں کا جلاؤ گھیراؤ کیا اور بدترین غنڈہ گردی کا مظاہرہ کیا وہ مغربی ممالک میں بسنے والے تمام مسلمانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یورپ کے اکثر ممالک اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منظم نفرت انگیزی، نسلی تعصب اور تفریق کی پالیسی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ مغربی ممالک کا میڈیا اور کئی سیاست دان اسلاموفوبیا کے بدترین داعی بن چکے ہیں۔ حجاب سمیت دیگر شعائر اسلام کو نشانہ بنائے جانے کا سلسلہ جاری ہے۔ کئی مغربی ممالک آزادی اظہار کے دلفریب نعرہ کی آڑ میں توہین قرآن اور توہین رسالت کے واقعات کے ذمہ دار افراد اور اداروں کو سرکاری سطح پر تحفظ فراہم کرتے ہیں جبکہ دوسری طرف ہولوکاسٹ پر کسی نوعیت کا تنقیدی تبصرہ بھی جرم شمار ہوتا ہے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ اگرچہ برطانیہ کے نو منتخب وزیر اعظم نے مسلمانوں کو ٹارگٹ کرنے والے ان گروہوں کو فسادی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ وہ مساجد اور مسلمانوں پر حملوں کو برداشت نہیں کریں گے لیکن اصل غور طلب بات یہ ہے کہ جب تک ان ممالک میں ریاستی پالیسیوں اور میڈیا کے ذریعے اسلاموفوبیا کو پھیلانے کی منظم مہم کو ختم نہیں کیا جاتا، ایسے اندوہناک سانحات کی روک تھام کیسے ممکن ہو سکے گی۔ اُنہوں نے کہا کہ غزہ میں دس ماہ سے جاری اسرائیلی درندگی میں بھی امریکہ اور مغربی یورپ کے اکثر ممالک ظالم کا بھرپور ساتھ دے رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام واقعات کے باعث مغربی ممالک کے انسانی حقوق کے علمبردار ہونے کی قلعی مکمل طور پر کھل چکی ہے۔ امیر تنظیم نے مسلمان ممالک کی قیادتوں کو ناصحانہ مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ غیروں اور اُن کے اداروں پر انحصار کرنے کی بجائے مسلمان ممالک متحد ہو کر دنیا بھر میں اپنے مظلوم بھائیوں، بہنوں، بچوں، بوڑھوں کی مدد کے لیے خود عملی اقدامات کریں۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر مسلمان ممالک دنیا بھر میں نظریاتی اور عملی اسلاموفوبیا کے مرتکب افراد، اداروں اور ممالک کا سفارتی اور معاشی بائیکاٹ کریں اور عسکری کاروائی کی بھی دھمکی دیں تو یہ طاغوتی قوتیں گھٹنوں کے بل گر جائیں گی اور صرف اسی طریقے سے مظلوم مسلمانوں کی حقیقی دادرسی ممکن ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

تھانہ کچہریوں میں رُلنے کی بجائے اللہ کی کتاب کہتی ہے کہ اپنے خاندان میں سے دو معتبر افراد بٹھا کر معاملہ حل کرنے کی کوشش کرو۔ ایک معتبر بندہ شوہر کے خاندان سے آجائے، ایک بیوی کے خاندان سے آجائے اور وہ مل بیٹھ کر ناراضگی کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اسی آیت میں آگے فرمایا:

﴿اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ط﴾

''اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان موافقت پیدا کردے گا۔''

پھر ان تمام کوششوں کے باوجود بھی اگر میاں بیوی میں صلح کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی تو آخری حل کے طور پر طلاق اور خلع کی گنجائش بھی دین نے رکھی ہے۔ وہ بھی احسن اور اچھے طریقے پر ہونی چاہیے۔ بہرحال سب سے بڑھ کر اللہ کا خوف ہوگا اور آخرت مدنظر ہوگی تو مسائل پیدا ہی نہیں ہوں گے اور اگر ہوں گے بھی تو گھر میں ہی حل ہو جائیں گے۔ لیکن اگر اللہ کا دین ترجیح میں نہیں ہوگا، اللہ کا ڈر اور خوف نہیں ہوگا تو پھر جیسے ہو رہا ہے کہ پھر لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں، قتل ہوتے ہیں، طلاق اور خلع کے معاملات ہوتے ہیں۔ گھر برباد ہوتے ہیں۔

خدارا دین سے جڑنا سیکھیں۔ اللہ کے کلام اور سنت سے رہنمائی لینا سیکھیں۔ آج کونسلنگ کے سیشنز ہوتے ہیں، بھاری بھاری فیسیں ادا کی جاتی ہیں، لوگوں نے پیشہ بنا لیا۔ میرج کونسلنگ ہو رہی ہے، پری میرج کونسلنگ ہو رہی ہے لیکن معاملات پھر بھی حل نہیں ہوتے، طلاق کی شرح بڑھتی جا رہی ہے، گھر برباد ہو رہے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ہم نے اللہ کے دین کو پس پشت ڈال دیا۔ خوف خدا کے بغیر اور آخرت کو مدنظر رکھے بغیر کوئی Motivation نہیں ہے جو پائیدار بنیادوں پر ان نازک رشتوں کو قائم رکھ سکے۔ جو مصالحت کروانے والے ہوں وہ بھی قرآن وسنت کی رہنمائی میں معاملات حل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ جا کر میاں بیوی کے درمیان موافقت پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اسی طرح جو اللہ کے نیک بندے ہیں وہ معاشرے میں اپنا کردار ادا کریں۔ مسائل کی کیفیت مختلف ہوگی، نوعیت مختلف ہوگی لیکن اللہ کا خوف، اللہ کے سامنے جواب دہی کا احساس ہمارے دلوں میں ہو تو ان شاء اللہ شیطان کے حملے ناکام ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان روزانہ اپنا دربار لگاتا ہے اور چیلے آکر بتاتے ہیں کہ میں نے فلاں کو بدی پر لگایا، فلاں کو ظلم پر اُکسایا وغیرہ وغیرہ۔ شیطان کہتا ہے ٹھیک ہے لگے رہو۔ ایک چیلا آکر بتاتا ہے کہ میں نے آج میاں بیوی میں جدائی ڈال دی۔ شیطان کھڑا ہو کر اس کو گلے سے لگا کر کہتا ہے تو نے میری جانشینی کا حق ادا کیا ہے۔ آج شیطانی تہذیب میں ترجیح اول یہ ہے کہ گھر برباد ہو جائے، گھر کا نظام ختم ہو جائے کیونکہ گھر کا نظام ختم ہوگا تو پورا معاشرہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اس لیے اے مسلمانو! اگر گھر میں تھوڑی اونچ نیچ ہو جائے تو صبر کر لیا کرو اور اس بات کو ذہن میں لے آیا کرو کہ کہیں شیطان تو درمیان میں نہیں آگیا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کا خوف شیطان کے ایجنڈے کی ناکامی ہے۔

2۔ ملکی مسائل اور مقتدر طبقات کی ذمہ داری

ملکی حالات ہم سب کے سامنے ہیں۔ یقیناً لوگ پریشان ہیں۔ لوگ پہلے ہی مہنگائی کے ستائے ہوئے تھے اوپر سے بجلی اور گیس کے بلوں میں بے تحاشا اضافہ عوام کو آپے سے باہر کیے دے رہا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اشرافیہ کی عیاشیاں اور IPPs کی لوٹ مار کے قصے بھی سامنے آرہے ہیں۔ دوسری طرف بلوچستان میں لوگ پریشان ہیں اور اپنے حقوق کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ بطور امیر تنظیم سالانہ دورہ ہوتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ کوئٹہ پریس کلب کے باہر اڑھائی تین سو تصویریں لگی ہوتی ہیں۔ کسی کا بھائی اُٹھا لیا، کسی کا بیٹا اُٹھا لیا، کسی کا شوہر اُٹھا لیا۔ پتا ہی نہیں کہاں گئے۔ عوام میں ایک اضطراب ہے۔ اسی طرح خیبر پختونخوا میں لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ امریکہ کی جنگ میں ہم نے اس کا بے تحاشا اور کھلم کھلا ساتھ دے کر اپنے ہی لوگوں کو ناراض کر لیا ہے۔ اپنے ہی لوگوں کو ہم نے مارا ہے، اپنے ہی بچوں کو یتیم اور بے سہارا کیا ہے۔ ان کے بھی جذبات اور احساسات ہیں۔ سندھ میں چلے جائیں تو وہاں کچے کے ڈاکوؤں نے ریاست کے اندر اپنی ریاست بنائی ہوئی ہے۔ وہاں کیوں آپریشن نہیں کیا جا رہا ہے؟ لوگوں کے ذہنوں میں سوالات ہیں، لوگوں کے مسائل ہیں، وہ اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ حکمرانوں کو اور ہمارے ریاستی اداروں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ یہ سارے مسائل سیاسی انتقام، ضد اور دوسری طرف سے کچھ لوگوں کے طاقت کے گھمنڈ اور جبر کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔ طاقت اور جبر سے صرف نفرتیں بڑھتی ہیں۔ اس سے بگاڑ تو پیدا ہو سکتا ہے کوئی سدھار نہیں آسکتا۔ 1971ء کے حالات سے سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ طاقت کی بجائے افہام وتفہیم سے معاملات حل ہونے چاہئیں۔ عوام کو ریلیف دیں۔ عوام کہہ رہے ہیں کہ سارے ٹیکسز ہم پر لگا دیے، صرف بجلی کے بلوں میں چودہ پندرہ قسم کے ٹیکس شامل ہیں جبکہ دوسری طرف اشرافیہ کے لیے بجلی، گیس، پٹرول، گاڑیاں، پروٹوکول ہر چیز مفت ہے۔ ان کی مراعات میں، ان کی تنخواہوں میں کوئی کمی نہیں کی جا رہی، ان پر کوئی ٹیکس نہیں لگائے جا رہے، اشرافیہ کی لوٹی ہوئی دولت واپس نہیں لائی جا رہی۔ اس پر عوام سراپا احتجاج ہے۔ اگر بات نہ سنی گئی تو لامحالہ کل یہ لاوا پھٹے گا۔ پھر بات سنبھالی نہ جائے گی۔ ابھی وقت ہے۔ عوام کو ریلیف دیا جائے اور اشرافیہ کی لوٹ مار کو روک لگائی جائے، قانون اور انصاف کا کچھ نہ کچھ بھرم ہی رکھ لیا جائے تو حالات سنور سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے یہ ملک محض مادی مسائل کے حل کے لیے نہیں لیا تھا۔ اس کا ایک عظیم مقصد تھا کہ ہم یہاں اسلام کے نظام کو قائم کرکے دنیا کے سامنے ایک مثال پیش کریں گے۔ بجلی، گیس، مہنگائی کے مسئلے سے بھی بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نام لے کر ملک حاصل کیا تھا مگر ہم نے اس نام کی لاج نہیں رکھی۔ ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ بے وفائی اور غداری کی۔ یہ اس کے نتائج ہی ہم پر مسلط ہو رہے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ فرماتا ہے:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ﴾ (الشوریٰ:30) ''اور تم پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ درحقیقت تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی (اعمال) کے سبب آتی ہے۔''

ہم مسلمان ہیں ہمیں محض مادہ پرستانہ سوچ کے تحت ہی اپنے مسائل پر غور وفکر نہیں کرنا چاہیے بلکہ وحی کی تعلیم کی روشنی میں اپنے مسائل کو دیکھنا چاہیے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر کھول دیتے آسمانوں اور زمین کی برکتیں۔ لیکن انہوں نے جھٹلایا تو ہم نے ان کو پکڑ لیا ان کے کرتوتوں کی پاداش میں۔'' (الاعراف:96)

مسئلہ یہ ہے کہ بقول استاد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ آج ہماری عظیم اکثریت کی مادہ پرستی والی یا ظاہر کی چیزوں کو دیکھنے والی آنکھ تو خوب کھلی ہوئی ہے، اس سے تو ہم دنیا کو خوب دیکھ رہے ہیں، کائنات کو explore کر رہے ہیں، مسائل پر غور وفکر ہو رہا ہے مگر دوسری آنکھ جو وحی کی تعلیم کی روشنی میں دیکھتی ہے، وہ آنکھ ہماری بالکل بند ہے۔ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیم کو سامنے رکھ کر اپنے مسائل پر غور وفکر نہیں کرتے اور جب ہم توجہ دلاتے ہیں کہ اللہ کے بندو! اللہ کی طرف رجوع کرو اور اللہ سے جو

وعدہ کر کے یہ ملک حاصل کیا تھا اس کو پورا کرو اور ملک میں اسلام کو نافذ کر کے ملک کو حسب وعدہ اسلامی فلاحی ریاست بناؤ تو ایک بڑی تعداد ہمیں کہتی ہے کہ آپ لوگوں کو تو کچھ پتا ہی نہیں ہے۔ اگر آپ کو پتا ہے تو پھر ملک کا 77 برسوں میں یہ حال کیوں ہے؟ آپ کے پڑوس میں افغان طالبان کی حکومت کو قائم ہوئے تین سال بھی نہیں ہوئے، افغانستان کیوں ترقی کر رہا ہے؟ ہم بھی یہی سمجھا رہے ہیں کہ کتاب وسنت کی رہنمائی کو سامنے رکھ کر غور وفکر کریں گے اور اللہ سے جو وعدہ خلافی اور بے وفائی کے مرتکب ہم ہوئے ہیں اس پر اجتماعی توبہ کریں گے تو ہمارے مسائل حل ہوں گے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

3۔ اسماعیل ہنیہ کی شہادت

عہد حاضر کی شاید یہ واحد مثال ہوگی کہ ایک ہی خاندان کی تین نسلیں اللہ کی راہ میں شہادت کا رُتبہ پانے میں کامیاب ہوگئیں۔ اسماعیل ہنیہ، ان کے بیٹوں اور پوتوں سمیت 60 کے قریب افراد شہید ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے گھرانے کے ایمان کی کیفیت دیکھئے، جب ان کا بیٹا شہید ہوا تو ان کی بہو کے الفاظ تھے کہ تم جنت پا گئے لیکن ہم پیچھے رہ گئے۔ یہ ایسے عظیم لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں شہید ہونے کے لیے تیار ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہے۔ وہاں کے مسلمانوں پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو ان کی زبان پر صرف ایک جملہ ہوتا ہے کہ بے شک ہم اللہ کے ہیں اور ہمیں لوٹ کر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف جانا ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ تو زندگی کے امتحان میں کامیاب ہو کر اللہ کے ہاں اعلیٰ رُتبہ پا رہے ہیں، باقی اُمت کیا کر رہی ہے۔ کیا یہ باقی اُمت کا امتحان نہیں ہے؟ دس ماہ کے قریب ہونے کو ہیں، غزہ میں مسلمان عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور مردوں کا قتل عام جاری ہے۔ نتین یاہو امریکہ میں کانگریس سے خطاب کرتا ہے اور وہاں اس کا والہانہ استقبال ہو رہا ہے۔ اپنی تقریر میں وہ گریٹر اسرائیل کا منصوبہ بیان کرتا ہے اور انسانی حقوق کے دعوے دار، جمہوریت کے ٹھیکیدار اُٹھ اُٹھ کر تالیاں بجا رہے ہیں۔ کیا اب بھی مسلم حکمرانوں کو ہوش نہیں آئے گا؟ ہماری وزارت خارجہ نے اسماعیل ہنیہ کی شہادت پر پریس ریلیز جاری کی خبریں یہ آ رہی ہیں کہ اس میں سے اسرائیل کا نام نکالنے کا معاملہ ہوا۔ پھر یہ کہ محض مذمتی بیانات تو ہم بھی مسجد میں بیٹھ کر دس ماہ سے دے رہے ہیں، اگر ہماری حکومتیں بھی اتنا ہی کر رہی ہیں تو ہم میں اور ان میں فرق کیا رہ گیا۔ پھر عرب ممالک تو گویا اسرائیل کے آگے بچھے ہوئے ہیں اور گریٹر اسرائیل کا منصوبہ آگے سے آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ایران میں اسماعیل ہنیہ کی شہادت اپنی جگہ ایک سوالیہ نشان ہے۔ اس پر تحقیقات ہونی چاہئیں۔ اسرائیل نے اعلان کیا ہے کہ جس ملک میں بھی حماس کے لیڈرز ہوں گے ہم وہاں جا کر اٹیک کریں گے۔ گویا وہ اس جنگ کو پھیلانا چاہتے ہیں۔ اسرائیل اپنے عزائم پر ڈٹا ہوا ہے جبکہ امت مسلمہ خاموش بیٹھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو ہدایت دے۔ پاکستان سے ساری اُمت کو توقع تھی کیونکہ یہ واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر بنا تھا، پھر قائداعظم کی بھی اسرائیل کو کبھی تسلیم نہ کرنے کی پالیسی بڑی واضح ہے۔ اللہ نے پاکستان کو ایٹمی قوت بھی بنایا، بہترین میزائل ٹیکنالوجی اور تربیت یافتہ فوج بھی ہمارے پاس ہے۔ لیکن بدقسمتی سے آج ہمارا بھی یہ حال ہے کہ ساری طاقت اپنوں کے خلاف استعمال ہو رہی ہے۔ حالانکہ قرآن نے ہمیں یہ تعلیم دی تھی:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ﴾ (الفتح:29) ''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو ان کے ساتھ ہیں، وہ کافروں پر بہت بھاری اور آپس میں بہت رحم دل ہیں۔

وہ طاقت، وہ غصہ اور وہ شدت جو اپنوں کے خلاف نظر آ رہا ہے یہ دشمنوں کے خلاف نظر آنا چاہیے تھا۔ اگر دشمنوں کی دشمنی ہمارے مدنظر ہوتی تو شاید ہم آج متحد ہوتے اور آپس میں ایک دوسرے کے لیے رحم دل بھی ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین! ❁❁❁

جاری کردہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ

جدید تعلیم یافتہ حضرات وخواتین کے لیے دینی علوم کے حصول کا نادر موقع

رجوع الی القرآن کورس

(دورانیہ ۹ ماہ)

عرصہ 42 سال سے باقاعدگی سے جاری تعلیم

مضامینِ تدریس

پارٹ ۱ (سالِ اوّل) برائے مرد وخواتین

- تجوید و ناظرہ
- عربی گرائمر (صرف ونحو)
- ترجمہ قرآن (مع تفسیری ولغوی توضیحات)
- دورہ ترجمہ قرآن
- قرآن حکیم کی فکری وعملی رہنمائی
- سیرت وشمائل النبی ﷺ
- مطالعہ حدیث واصطلاحات حدیث
- فکر اقبال
- فقہ العبادات
- معاشیات اسلام
- اضافی محاضرات

پارٹ ۲ (سال دوم) برائے مرد حضرات

- عربی زبان وادب
- اصول تفسیر
- تفسیر القرآن
- اصول حدیث
- درس حدیث
- اصول الفقہ
- فقہ المعاملات
- عقیدہ (طحاویہ)
- اضافی محاضرات

☆ رجسٹریشن یکم رمضان سے شروع ہے۔ ☆ انٹرویو 02 ستمبر
آغاز کلاسز 03 ستمبر 2024ء (ان شاء اللہ)

ایامِ تدریس: پیر تا جمعہ

اوقاتِ تدریس: صبح 8:15 بجے تا 12:50

نوٹ: بیرونِ لاہور رہائشی صرف مرد حضرات کے لئے ہاسٹل کی محدود سہولت موجود ہے۔ ہاسٹل میں پہلے آئیے پہلے پایئے کے اصول پر رہائش دی جاتی ہے لہٰذہ خواہشمند حضرات پہلے سے رجسٹریشن کروا لیں۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی خدماتِ قرآنی کا مرکز —— قرآن اکیڈمی
36-K ماڈل ٹاؤن لاہور
email:irts@tanzeem.org
www.tanzeem.org

زیر اہتمام: مرکزی انجمن خُدّام القرآن (رجسٹرڈ) لاہور
مزید تفصیلات کے لئے www.tanzeem.org
03161466611 - 04235869501-3

ابلیس کی مجلسِ شوریٰ (3)

(گزشتہ سے پیوستہ)

اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ دنیا واقعی بے وقعت ہے۔ کوئی پتا نہیں کس وقت ہم میں سے کوئی رخصت ہو جائے۔ بس کہانی ختم۔ شیخ سعدیؒ کے گھر کے پاس سے کوئی شخص گزر رہا تھا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ آج موقع ہے، کیوں نہ سعدی کا گھر دیکھ لیا جائے۔ اتنے بڑے آدمی ہیں، ان کا گھر کیسا ہوگا۔ جا کر دیکھا تو وہاں گھر ہی نہیں تھا بلکہ خاردار ٹہنیوں کی ایک باڑ تھی تاکہ موذی جانور داخل نہ ہو سکیں۔ ایک پھٹی پرانی چارپائی تھی، ایک تختہ تھا جس پر سعدی بیٹھتے تھے۔ کچن پر بھی کوئی چھت نہیں تھی۔ بس ایک برتن رکھا تھا جس میں کھانا بناتے اور کھاتے تھے۔ اس کے علاوہ کوئی سامان نہیں تھا۔

خانہ سعدی بدیدم خار و خس

سعدی کے گھر کو جب میں نے دیکھا تو میں نے اس کو خار و خس پایا کہ وہاں تو کچھ بھی نہیں۔ پھر سعدی اس کا بہت شاندار جواب دیتے ہیں:

رہ گزر را ایں چنیں کافی و بس

میں دنیا کو راہ گزر سمجھتا ہوں، اس کو منزل نہیں سمجھتا۔ راہ گزر کے لیے جتنا سامان ضروری ہے بس اتنا ہی کافی ہے۔ اس دنیا کے ساتھ اگر آپ نے زیادہ دل لگی والا معاملہ اختیار کر لیا تو پھر یہ سمندر کی طرح آپ کو کھینچ لے گی اور رب سے دور کر دے گی۔ رومی کے الفاظ ہیں:

مردگاں را ایں جہاں بہ نمود فر
ظاہر اشت زفت بمعنی تنگ تر

مولانا روم کہتے ہیں کہ جن کے دل مردہ ہو چکے ہیں ان کو یہ دنیا اپنی طرف کھینچتی ہے۔ ایسے لوگوں کو اپنی شان و شوکت اور ہیبت و جبروت دکھاتی ہے۔ لالچی اور حریص لوگ اس کے شکار ہو جاتے ہیں۔ مگر جس کے دل میں اللہ کی یاد ہو اس کو یہ دنیا شکار نہیں کر سکتی۔ یہ دنیا بظاہر بہت وسیع و عریض ہے مگر حقیقت میں یہ انتہائی تنگ ہے۔ اس تنگ دنیا کی جو مثال مولانا روم دیتے ہیں بالکل عام مشاہدے کی مثال ہے مگر ہم نے اس پر کبھی غور نہیں کیا۔

گر نبود تنگ ایں افغاں زی چیست
چوں...... شد ہر کہ روز بیش زیست

اگر میری بات کو آپ شک کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں تو ذرا اس مثال پر غور کیجیے۔ جو شخص اوسط عمر سے آگے بڑھ جاتا ہے اس کی کمر قدرے جھک جاتی ہے۔ بعض لوگوں کی زیادہ جھک جاتی ہے۔ وہ مثال دیتے ہیں کہ جو بوڑھا شخص کمر جھکائے چلا جا رہا ہے اس سے کہو کہ سر اُٹھاتے کیوں نہیں ہو۔ پھر خود ہی وجہ بھی بتاتے ہیں کہ وہ اس لیے سر نہیں اُٹھا سکتا کہ دنیا کی چھت بس اتنی ہی تھی۔ بظاہر تو دنیا وسیع و عریض ہے مگر حقیقت میں تنگ ہے، یہ بات اپنی جگہ ٹھیک ہے۔ بہر حال ابلیس کی مجلس شوریٰ میں ابلیس کہتا ہے۔

یہ عناصر کا پرانا کھیل یہ دنیائے دوں
ساکنانِ عرشِ اعظم کی تمناؤں کا خون

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا فیصلہ فرمایا تو فرشتوں نے کہا تھا کہ یہ زمین میں فساد پھیلائے گا لیکن اللہ نے آدم کو اس دنیا میں اپنا خلیفہ بنایا اور ان سب کو آدم کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا (ابلیس فرشتہ نہیں جن تھا)۔ آج ابلیس کہہ رہا ہے کہ وہی آدم آج دنیا میں کس قدر پستی میں گر چکا ہے اور ساکنانِ عرشِ اعظم کی تمناؤں کا خون ہو چکا ہے۔ آگے کہتا ہے۔

اس کی بربادی پہ آج آمادہ ہے وہ کارساز
جس نے اس کا نام رکھا تھا جہانِ کاف و نوں

کاف اور نون سے مراد لفظ کُن ہے اور یہاں اللہ کی قدرت کی طرف اشارہ ہے۔ قرآن میں ہے: ﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۸۲﴾﴾ ”اس کے امر کی شان تو یہ ہے کہ جب وہ کسی شے کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ اسے کہتا ہے ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔“ (یٰسین)

یہ جہان اللہ تعالیٰ کے اسی امر سے وجود میں آیا۔ ابلیس کہتا ہے کہ آج اللہ تعالیٰ خود اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ اس دنیا کی بساط لپیٹ دیں۔

میں نے دکھلایا فرنگی کو ملوکیت کا خواب
میں نے توڑا مسجد و دیر و کلیسا کا فسوں

اللہ نے انسان کو خلیفہ بنایا تھا اور اسی مقصد کے لیے اُسے مسجد، دیر اور کلیسا کی امامت سونپی گئی تھی مگر ابلیس کہتا ہے کہ میں نے اس کے مقابلے میں فرنگیوں کو ملوکیت کا، امپیریلزم کا خواب دکھایا کہ تم پوری دنیا پر حکمرانی کرو اور دنیا کے لوگوں کو اپنا غلام بناؤ۔ اقبال اپنے فارسی کلام میں ایک جگہ کہتے ہیں۔

آہ یورپ زیں مقام آگاہ نیست
چشم او بنظر بنور اللہ نیست

یورپ کی آنکھ اللہ تعالیٰ کے نور سے نہیں دیکھ رہی۔ مغرب اس بات کو نہیں جانتا کہ رزق حلال میں کتنی خیر و برکت ہے۔ قرآن میں پیغمبروں سے خطاب کیا گیا: ﴿یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ﴾ ”اے رسولو! پاکیزہ اور حلال چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔“ (المؤمنون: 51)

مطلب نیک عمل اصل میں رزق حلال کا نتیجہ ہے۔ رزق حلال آپ کے اندر جائے گا تو آپ کے اندر ایک نورانیت پیدا ہوگی، دل منور ہوگا اور اس کے نتیجے میں آپ سے نیک اعمال صادر ہوں گے۔ اقبال کہتے ہیں اگر رزق حلال نہیں ہے تو پھر آپ کی آنکھوں میں وہ نور نہیں آ سکتا جو چیزوں کی اصل کو پہچان سکے۔

او نداند از حلال و از حرام
حکمتش خام است و کارش ناتمام

یعنی حلال اور حرام کی تمیز ختم ہے۔

امتے بر امتے دیگر چرد
دانہ ایں می کارد، آں حاصل برد

ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ساتھ لڑانا اور دوسرے کو تیسرے کے ساتھ لڑانا، محنت کوئی کرتا ہے اور اس کا پھل کوئی چرا کر لے جاتا ہے، مغرب کے نظام کا یہی حاصل ہے جس کو وہ دنیا پر مسلط کر رہا ہے۔

ایں بنوک، ایں فکر چالاک یہود
نور حق از سینہ آدم ربود

یہ بینکنگ کا نظام یہودیوں کے ذہن کی پیداوار ہے اور اس کی وجہ سے بنی آدم کے سینے سے نورِ حق انہوں نے اُچک لیا ہے۔ یعنی جب حرام کاروبار ہو رہا ہے تو اس سے پھر نیک اعمال کیسے پیدا ہوں گے۔

تا تہ و بالا نہ گردد ایں نظام
دانش و تہذیب و دیں سودائے خام

جب تک اس نظام کو تم جڑ سے اکھاڑ نہ دو تب تک نماز، روزہ اور نوافل سے آگے بڑھ کر اجتماعی سطح پر دین کو نافذ اور غالب کرنے کی تمہیں اجازت نہیں ملے گی۔

ملا کو ہے جو ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد
ہے مملکتِ ہند میں ایک طرفہ تماشہ
اسلام ہے محبوس مسلمان ہے آزاد

اس باطل نظام میں آپ کو اپنی مسجد کے اندر دین پر عمل کرنے کی اجازت ہے جبکہ مسجد سے باہر نکل کر ہر شعبہ زندگی میں باطل نظام کی پیروی کرنا ہوگی۔ آپ اپنا سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام اللہ کے اصولوں کے مطابق نہیں چلا سکیں گے۔ یعنی ملوکیت کا وہ نظام جو ابلیس نے مغرب کے ذریعے دنیا پر مسلط کیا ہے وہ آپ کو اجازت نہیں دے گا کہ آپ اپنے دین پر مکمل عمل کر سکیں۔ (جاری ہے) ۞۞۞

تحفظِ ناموسِ رسالت کے لیے ایک بھرپور تحریک چلانا وقت کی ضرورت ہے: رضاء الحق

میں تمام دینی جماعتوں اور علمائے کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایک بار پھر عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیے اکٹھے ہوں: محمد متین خالد

قادیانیوں کے حوالے سے سپریم کورٹ کا پورا فیصلہ ہی ناقابلِ عمل اور آئین و قانون سے متصادم ہے: رائو عبدالرحیم

قادیانیت کے حوالے سے سپریم کورٹ کا فیصلہ کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: سپریم کورٹ کے تین رکنی بینچ نے مبارک ثانی قادیانی کیس کی ریویو پٹیشن کا فیصلہ سنا دیا ہے جس کو تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے مسترد کیا ہے۔ اس فیصلے کے متنازعہ اور قابل اعتراض نکات کیا ہیں؟

محمد متین خالد: سپریم کورٹ نے 6 فروری 2024ء کو ایک فیصلہ دیا تھا۔ اس کے خلاف عوامی حلقوں، دینی اداروں اور مختلف طبقات کی جانب سے نظرثانی کی اپیل کی گئی تھی جس کو چیف جسٹس نے مسترد کرتے ہوئے سابقہ فیصلے کو بحال رکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ فیصلہ نہیں بلکہ فساد، انتشار اور اشتعال انگیزی کی جڑ ہے جس نے امن و امان کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ ہم عدالت کے پاس درخواست لے کر گئے تھے کہ آپ کا جو فیصلہ ہے اس کا پیرا نمبر 6 سے لے کر پیرا نمبر 10 تک متنازعہ ہے۔ ایک آدمی آپ کے پاس ضمانت کے لیے آیا ہے اور آپ سیاق و سباق سے ہٹ کر قرآن مجید کی آیات کی تشریح میں چلے گئے، لہٰذا آپ اس کو حذف کریں۔ ریویو پٹیشن کے فیصلے کا پیرا نمبر 42 انتہائی متنازعہ ہے۔ پوری دنیا میں جرم جرم ہوتا ہے چاہے بند کمرے میں ہو یا کھلے عام ہو۔ ایک آدمی چار دیواری کے اندر جا کر کہے کہ میں جعلی کرنسی بنا رہا ہوں یا دھماکہ خیز مواد بنا رہا ہوں تو کیا وہ جرم نہیں ہوگا؟ اسی طرح قادیانی اگر توہین رسالت اور توہین قرآن کے مرتکب ہوتے ہیں تو تعزیرات پاکستان کی دفعات 295 بی اور 298 سی کے مطابق وہ مجرم ہیں۔ لیکن عدالت نے فیصلہ کے پیرا نمبر 42 میں قادیانیوں کو چھوٹ دے دی کہ آپ چار دیواری کے اندر جو چاہے کریں۔ حالانکہ خود سپریم کورٹ کا 1993ء کا فیصلہ ظہیر الدین بنام سرکار موجود ہے جس میں عدالت نے لکھا ہے کہ قادیانی جب کلمہ پڑھتے ہیں تو اس میں رسول اللہ سے مراد ملعون مرزا قادیانی ہوتا ہے۔ اب سپریم کورٹ نے جو فیصلہ دیا ہے تو اس کے مطابق تو گویا قادیانیوں کو توہین رسالت کی اجازت دے دی گئی ہے۔ مرزا ملعون اپنے جعلی قرآن میں کہتا ہے کہ انا انزلنہ قریبا من القادیان۔ قادیانی کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی ہے (معاذ اللہ) کہ اے مرزا ہم نے قرآن مجید کو قادیان کے قریب اُتارا۔ اسی طرح قادیانی قرآن مجید کی اس آیت:

مرتب: محمد رفیق چودھری

﴿اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ①﴾ ”(اے نبی ﷺ!) ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کیا۔“

کا یہ مطلب نکالتے ہیں کہ یہ آیت مرزا ملعون کی شان میں نازل ہوئی (استغفر اللہ)۔ اسی طرح وہ اس آیت کے بارے میں بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں:

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ ”اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا۔“

اس طرح کی جتنی آیات ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ کی شان بیان ہوئی ہے ان سے مراد وہ یہی لیتے ہیں کہ یہ نعوذ باللہ مرزا ملعون کے لیے نازل ہوئی ہیں۔ اسی طرح قادیانی کہتے ہیں کہ لیلۃ القدر سے مراد مرزا ملعون کی بیوی نصرت بائی ہے۔ قادیانی مرزا قادیانی کو رسول اللہ کہتے ہیں، اس کی بیوی کو ام المومنین کہتے ہیں، اس کی بیٹی کو سیدۃ النساء کہتے ہیں۔ اس ملعون کے دوستوں کو صحابہ کہتے ہیں۔ اس کی خرافات کو قرآن مجید کہتے ہیں (معاذ اللہ)۔ سپریم کورٹ نے ان سب گستاخیوں کی اجازت قادیانیوں کو دے دی ہے اور یہ ظلم عظیم ہے۔ خدشہ ہے کہ اس کے خلاف عوام میں اشتعال پھیلے گا اور امن و امان خطرے میں پڑ جائے گا۔ لہٰذا یہ فیصلہ ہر لحاظ سے ناقابل قبول ہے اور آئین اور قانون کو بالائے طاق رکھتے ہوئے دیا گیا ہے۔ جس کتاب کے متعلق کیس تھا اس پر خود حکومت پنجاب نے پابندی عائد کی ہوئی ہے۔ چیف جسٹس اس کی اشاعت اور تقسیم کی اجازت کیسے دے سکتے ہیں؟ ایک جج صاحب نے اپنے گھر کے باہر Justice لکھ کر لگا دیا تو چیف جسٹس صاحب نے شوکاز نوٹس جاری کر دیا کہ آپ سیشن جج ہیں، آپ یہ سٹیٹس نہیں لگا سکتے۔ یہ تو عدالت سے برداشت نہیں ہوا لیکن اللہ کے رسول ﷺ کی جو شان قرآن میں بیان ہوئی اس کو آپ نے ملعون مرزا قادیانی کے لیے استعمال کرنے کی اجازت دے دی؟ لہٰذا یہ پوری اُمت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ آئینی، قانونی، شرعی اور ہر لحاظ سے غلط ہے۔

رضاء الحق: سپریم کورٹ نے 6 فروری 2024ء کے فیصلہ میں تصحیح کی بجائے نہ صرف اُسے بحال رکھا ہے بلکہ مزید تنازعہ کھڑا کر دیا ہے۔ بنیادی طور پر کیس یہ ہے کہ 2019ء میں قادیانیوں کے ایک مدرسہ میں مبارک ثانی نامی قادیانی بدنام زمانہ تفسیر صغیر تقسیم کرتے ہوئے پکڑا گیا تھا۔ 1974ء میں جب قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا تھا تو اس کے بعد قانون میں باقاعدہ دفعات شامل کی گئی تھیں کہ قادیانی نہ تو خود کو مسلمان کہہ سکتے ہیں، نہ مسلمانوں کے شعائر کا استعمال کر سکتے ہیں، نہ اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی وہ قرآن کی تفسیر یا ترجمہ شائع کر سکتے ہیں۔ لیکن سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلہ میں ان کو اس بات کی اجازت دے دی گئی ہے۔ پھر یہ کہ حالیہ فیصلہ میں جگہ جگہ ان کو احمدی لکھا گیا ہے۔

ہمارا قانون تو کسی بھی مذہب کی توہین کی اجازت نہیں دیتا تو اسلام کے ساتھ یہ ظلم کیوں ہو رہا ہے؟ 2019ء میں جب قادیانیوں کے مدرسہ کی تقریب میں متنازعہ کتاب تقسیم کی گئی تو وہ قانون کے مطابق جرم تھا۔ اسی وجہ سے سیشن کورٹ نے بھی اور بعد ازاں لاہور ہائی کورٹ نے بھی ضمانت کی درخواست خارج کر دی تھی۔ اس کے بعد قادیانی سپریم کورٹ میں چلے گئے اور سپریم کورٹ نے نہ آئین اور قانون کے تقاضوں کو دیکھا، نہ ایف آئی آر اور فردِ جرم میں شامل دفعات کو دیکھا اور نہ ہی مدعی کے دلائل سننے کی زحمت گوارا کی، صرف قادیانی وکیل کے دلائل سن کر فیصلہ دے دیا۔ جواز یہ دیا کہ 295بی اور 298 سی کا اطلاق نہیں ہوتا اور ہولی قرآن ایکٹ 2011ء کے حوالے سے بہانہ یہ بنایا کہ اس میں 2021ء میں تبدیلی کر دی گئی تھی۔ لہٰذا 2019ء کے جرم کی سزا 2021ء کے قانون کے مطابق نہیں دی جا سکتی۔ کہا گیا کہ 2011ء کے ہولی قرآن کے ایکٹ کے مطابق سزا چھ ماہ قید بنتی تھی جو ملزم نے کاٹ لی ہے لہٰذا کیس ہی خارج کر دیا گیا۔ بہرحال صاف طور پر نظر آ رہا ہے کہ فیصلے میں 295بی اور 298 سی کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا گیا ہے۔ جن کے مطابق قادیانی نہ تو شعائر اسلام کو استعمال کر سکتے ہیں اور نہ قرآن اور اس کے کسی جز کا ترجمہ و تفسیر کر سکتے ہیں۔ پھر 2011ء سے جس کتاب پر پنجاب گورنمنٹ نے پابندی لگائی ہوئی ہے وہ آج کیسے شائع ہو رہی ہے؟ اب عدالت نے فیصلے کے پیرا نمبر 42 میں قادیانیوں کو اجازت دے دی ہے کہ وہ خلوت میں بے شک توہین قرآن کریں یا توہین رسالت کریں انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ یہ بہت بڑی ناانصافی ہے۔

محمد متین خالد: یہ فیصلہ قادیانیوں کی سہولت کاری پر مبنی ہے۔ مدعی کی پٹیشن کو عدالت نے خارج کرنے کے بعد 6 فروری کے فیصلے کو برقرار رکھا ہے۔ جس میں یہ بھی لکھا ہے کہ مبارک ثانی کو گرفتار کرنے والے پولیس آفیسرز نے اگر قانون پڑھا ہوتا اور قرآن کا مطالعہ کیا ہوتا تو وہ اسے کبھی گرفتار نہ کرتے۔ فیصلے میں یہ سب سے خطرناک بات اس لیے ہے کہ آئندہ کوئی بھی قادیانی توہین قرآن اور توہین رسالت پر مبنی کتابیں تقسیم کرتا ہوا پکڑا گیا تو اس کے خلاف کوئی FIR درج نہیں ہوگی۔

سوال: مبارک ثانی قادیانی کیس کا فیصلہ آ چکا ہے۔ اس فیصلے میں کیا آئینی اور قانونی سقم موجود ہیں؟

راؤ عبدالرحیم: سقم تو بہت ہیں مگر میں کہوں گا کہ پورا فیصلہ ہی ناقابل عمل اور قانون سے متصادم ہے۔ کیونکہ 6 فروری کے فیصلہ کو نہ صرف برقرار رکھا گیا ہے بلکہ اس میں قادیانیوں کو وہ رعایتیں بھی دے دی گئی ہیں جو انہوں نے مانگی بھی نہیں تھیں۔

سوال: سپریم کورٹ کے اس متنازعہ فیصلے سے قادیانیوں کے بارے میں پہلے سے طے شدہ آئینی اور قانونی سٹیٹس میں کوئی فرق پڑے گا؟

راؤ عبدالرحیم: میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسے فیصلوں کے ذریعے یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ قادیانیوں کے سٹیٹس میں فرق ڈالا جائے۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی فرق پڑے گا یا نہیں کیونکہ فیصلہ نہیں چلتا بلکہ قانون چلتا ہے۔ فیصلہ صرف چند چیزوں کی تشریح کرتا ہے۔ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ اس فیصلے سے قادیانیوں کے لیے قانون بدل گیا ہے تو ایسا نہ ہوا ہے اور نہ ہونے دیا جائے گا۔ آئین اور قانون میں قادیانیوں کا سٹیٹس بہت واضح ہے، اس میں مزید کسی تشریح اور وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ضرور ہوگا کہ قادیانی اس فیصلے سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے لیکن یہ اتنا آسان نہیں ہوگا کیونکہ پاکستان کے تمام اداروں پر واضح ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہیں اور قانون کے مطابق وہ اسلامی شعائر کا استعمال نہیں کر سکتے۔ قادیانی صرف جعل سازی کرتے ہیں اور ہمارے قانون کے مطابق کسی کو اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

> **قادیانی مرزا ملعون کو رسول اللہ کہتے ہیں، اس کی خرافات کو قرآن اور اس کی بیوی کو اُم المومنین کہتے ہیں اور سپریم کورٹ نے قادیانیوں کو ان سب گستاخیوں کی اجازت دے دی ہے۔**

سوال: سپریم کورٹ اس کیس کے ریویو پٹیشن کا بھی فیصلہ دے چکی ہے تو کیا اس معاملے پر مزید عدالتی جنگ کا کوئی فورم باقی ہے؟ اور آئندہ کا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟

راؤ عبدالرحیم: جی الحمدللہ! یہ عدالتیں اور یہ قانون ہی ہمارا فورم ہیں۔ ایک راستہ بند ہوگا تو سو راستے کھلے ہیں۔ میں اور میری ٹیم تیار بیٹھے ہیں۔ ہم ان شاء اللہ دوبارہ سپریم کورٹ جا رہے ہیں۔ ہم اس وقت تک لڑیں گے جب تک قادیانی جعل سازی چھوڑ نہیں دیتے اور وہ اسلامی شعائر کا استعمال چھوڑ نہیں دیتے۔ ہم پورے پاکستان کو، اقتدار میں بیٹھے لوگوں کو، عدالتوں کو یہ کہتے ہیں کہ بلائیں مرزا مسرور کو اس سے پوچھیں کہ اس کا مذہب کیا ہے؟ قادیانی بتائیں کہ ان کو اپنے مذہب یعنی قادیانیت میں کون سے حقوق چاہئیں۔ ہم ان کو حق دیں گے مگر جو چیز ہمارے قانون میں جرم ہے اس جرم کی اجازت ہم ان کو ہرگز نہیں دیں گے۔ اگر وہ یہ جرم کریں گے تو ہم ان کے خلاف ایف FIR درج کروائیں گے اور قانون کے مطابق کارروائی کریں گے، ان کو عدالتوں میں گھسیٹیں گے اور ان کو مجبور کر دیں گے کہ وہ قادیانیت کے متعلق قانون کو فالو کریں۔ یہی ہمارا مطالبہ ہے کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس پاکستان میں بغیر کسی تفریق کے نافذ ہونا چاہئیں۔ اگر وہ قانون کو نہیں مانتے اور کوئی ان کو بلا کر بٹھانا چاہتا ہے اور وہ نہیں بیٹھنا چاہتے تو پھر سازشی کون ہے یہ سب پر عیاں ہے۔

سوال: مبارک ثانی کیس کی سماعت کے دوران تین رکنی بنچ نے قرآن اکیڈمی لاہور سمیت دس نامور دینی اداروں سے قانونی اور شرعی رہنمائی طلب کی تھی۔ آپ یہ بتائیے کہ ان دینی اداروں کی طرف سے جو رہنمائی دی گئی، حالیہ فیصلہ میں اس سے استفادہ کیا گیا یا نہیں؟

رضاء الحق: سچی بات تو یہ ہے کہ ان اداروں کی طرف سے بڑی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ جو رہنمائی دی گئی تھی اس سے بالکل بھی استفادہ نہیں کیا گیا۔ ان اداروں میں اسلامی نظریاتی کونسل بھی شامل ہے۔ سماعت کے دوران اسلامی نظریاتی کونسل کے سابق رکن ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی صاحب بھی پیش ہوئے۔ انہوں نے پورا کیس سمجھانے کی کوشش بھی کی۔ اس کے علاوہ قرآن اکیڈمی لاہور، جامعہ دارالعلوم کراچی، جامعہ نعیمیہ کراچی، جامعہ سلفیہ فیصل آباد سمیت چھ اداروں نے تو متفقہ موقف پیش کیا۔ عدالت نے نہ صرف نظر ثانی درخواست کو رد کیا بلکہ کیس میں لکھ دیا کہ approved for reporting۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ فیصلہ آئندہ کے لیے دوسری عدالتیں نظیر کے طور پر استعمال کر سکتی ہیں۔ یعنی دوبارہ اگر مبارک ثانی جیسا کیس عدالت میں آتا ہے تو وہ عدالت اسی طرح کا فیصلہ دے گی۔ یہ ایک طرح سے قادیانیوں کو چھوٹ دی گئی ہے کہ چاہے کوئی قادیانی قرآن میں تحریف کرے، اپنے گمراہ عقائد کی تبلیغ کرے، اپنا لٹریچر تقسیم کرے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوگی۔ حالانکہ 1993ء کا ظہیر الدین بنام سرکار کیس کا فیصلہ موجود ہے جس میں قادیانیوں کو دھوکے باز قرار دیا گیا ہے اور صاف طور پر لکھا گیا ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہیں اور وہ قرآن کے نام پر یا تفسیر اور ترجمہ قرآن کے نام پر کوئی کتاب یا لٹریچر شائع و تقسیم نہیں کر سکتے۔ عدالت کے حالیہ فیصلہ

میں علمی اور عملی خیانت بھی ہے اور ان دس اداروں کی طرف سے جو رہنمائی دی گئی اس سے بھی کوئی استفادہ نہیں کیا گیا۔

محمد متین خالد: بددیانتی کی حد یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 20 کے تناظر میں کہا گیا کہ ان کو مذہبی آزادی کا حق حاصل ہے جبکہ آرٹیکل 20 کو بھی آدھا بیان کیا گیا۔ اس پر جب ہمارے پٹیشنرز اور مدعی کے وکیل نے توجہ دلانے کی کوشش کی تو ان کو کہا گیا کہ آپ ہمیں قانون نہ پڑھائیں۔ یعنی ہمیں کیس کو صحیح طور پر پیش کرنے کا موقع ہی نہیں دیا گیا۔ اگر آرٹیکل 20 مکمل بیان کیا جاتا تو قادیانیوں کا راستہ ہی بند ہو جاتا۔ یعنی عدالت نے قادیانیوں کے دلائل سن لیے لیکن مسلمانوں کے سارے دلائل اٹھا کر ردی کی ٹوکری میں پھینک دیے۔

سوال: مبارک ثانی تو ضمانت کے لیے حاضر ہوا تھا، عدالت نے ایک تفصیلی متنازع فیصلہ دے دیا جس کو تمام مکاتب فکر اور دینی طبقات نے مسترد کر دیا اور دس دینی اداروں سے رہنمائی لی گئی، ریویو پٹیشن آیا۔ اس کے بعد بھی عدالت نے سابقہ فیصلہ ہی برقرار رکھا بلکہ مزید اس کو الجھا دیا۔ آپ یہ بتائیے کہ کیس کیا ہے اور فیصلہ کیا ہے؟

محمد متین خالد: آپ سوشل میڈیا پر چلے جائیں یا ہمارے معزز علمائے کرام سے رائے معلوم کریں تو وہ یہی کہہ رہے ہیں کہ یہ فیصلہ سپریم کورٹ کے کسی جج نے خود نہیں لکھا کیونکہ اس میں جو فقہی اور شرعی عبارات عربی میں لکھی گئی ہیں وہ کسی جج کا کام نہیں ہے بلکہ یہ فیصلہ کہیں اور سے لکھا ہوا آیا ہے۔

سوال: قادیانی پوری دنیا میں یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ پاکستان میں قادیانیوں پر جبر ہوتا ہے حالانکہ اس کیس نے ثابت کیا ہے کہ قادیانی پاکستانی عوام کی مرضی اور رائے کے برعکس قرآن پاک کی تفسیر کرنا چاہتے ہیں، اس کو چھاپنا چاہتے ہیں، اس کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ قرآن کے ترجمہ میں تحریف کرتے ہیں اور پھر اس کی تبلیغ بھی کرتے ہیں تو اس صورتحال میں کیا مسلمان مظلوم اور قادیانی ظالم نہیں ہیں؟

محمد متین خالد: قادیانی جعل سازی، جھوٹ اور مکر سے کام لیتے ہوئے یورپی ممالک کے سفراء، وہاں کے وزرائے اعظم، ایمنسٹی انٹرنیشنل، اقوام متحدہ، امریکن کانگریس کے انسانی حقوق کے سیل، صدر امریکہ کو خطوط لکھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ظلم ہو گیا۔ پھر وہاں سے خط ہماری وزارت خارجہ کے پاس آتے ہیں اور ان سے جواب طلبی کر لیتے ہیں۔ میں آپ کے پروگرام کی وساطت سے تمام قادیانیوں اور قادیانی نوازوں سے پوچھتا ہوں کہ کوئی ایک حق بتا دیں جو آئین کا آرٹیکل 20، 22، 25، 26 دوسرے لوگوں کو دیتا ہے ان کو حاصل نہیں؟ یہ قادیانی ایسے ایسے کلیدی عہدوں پر بیٹھے ہیں کہ اگر میں بتا دوں تو آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ اس وقت ان کی پاکستان میں کتنی پراپرٹیز ہیں، کتنی شوگر ملیں ہیں، کتنی ٹیکسٹائل ملیں ہیں، آئی ٹی کے ادارے ہیں، تعلیمی ادارے ہیں، سٹاک ایکسچینج میں ان کا حصہ ہے، تمام پوش ایریاز میں ان کے پلازے ہیں۔ تمام سہولتیں ان کو میسر ہیں۔ یہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ انہیں مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ کہنے کی اجازت دی جائے (نعوذ باللہ)۔ یعنی یہ ظالم نبی ﷺ کا حق چھیننا چاہتے ہیں، پوری دنیا کے مسلمانوں کا ایمان اور عقیدہ چھیننا چاہتے ہیں۔ تو بتایئے

> **قادیانی مسلمانوں کا عقیدہ اور ایمان چھیننا چاہتے ہیں، سب سے خوفناک یہ کہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی شان چھیننا چاہتے ہیں۔**

ظالم کون ہوا؟ جج صاحب کہتے ہیں برداشت کریں، اللہ کے نبی ﷺ رحمت للعالمین تھے۔ بے شک آپ ﷺ رحمت للعالمین تھے۔ لیکن جہاں اللہ کا حکم ٹوٹتا تھا تو سب سے زیادہ غصہ آپ ﷺ کو آتا تھا۔ کیا ابن خطل کو خانہ کعبہ کے پردے سے نکال کر قتل کرنے کا حکم آپ ﷺ نے نہیں دیا تھا۔ کیا صحابہ کرام ؓ نے جھوٹے نبیوں کے خلاف جنگیں نہیں کی تھیں؟

سوال: اس فیصلے کے بعد سوشل میڈیا پر یہ خبریں آ رہی ہیں کہ چیف جسٹس کو بہت دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ اس بات میں کتنی سچائی ہے؟

رضاء الحق: قادیانیوں کو جو حق آئین پاکستان میں دیا گیا ہے اس کو وہ استعمال نہیں کرنا چاہتے۔ وجہ یہ ہے کہ اپنا مذہب ڈکلیئر کریں اور پھر اس کے مطابق اپنے حقوق حاصل کریں۔ بنیادی فساد کی جڑ یہی ہے کہ قادیانی اپنا مذہب ڈکلیئر نہیں کر رہے اور جعل سازی سے کام لے رہے ہیں۔ لہٰذا جو فیصلہ آیا اس کے خلاف ردعمل یقیناً آنا تھا۔ کوئی بھی کلمہ گو مسلمان اس کو کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ کسی کو توہین رسالت اور توہین قرآن کا لائسنس دے دیا جائے۔ پہلے بھی اس طرح کی کوشش کی گئی جس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلا۔ سلمان تاثیر نے توہین رسالت کے قانون کو کالا قانون کہا تھا اور پھر اس کا نتیجہ دنیا نے دیکھا۔ عدلیہ سمیت ہمارے ریاستی اداروں کو سمجھنا چاہیے کہ ایسے کام نہ کریں جس سے اشتعال پھیلے۔ اس وقت 400 سے زائد توہین رسالت کے کیس عدالتوں میں pending ہیں۔ عدالت ان کو سن ہی نہیں رہی اور قادیانیوں کے حق میں فوراً فیصلہ دے دیا۔ جب عوام دیکھتے ہیں کہ ہمارا نظام عدل کام نہیں کر رہا تو پھر وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔ عدالت بہانہ یہ بنا رہی ہے کہ وقوعہ 2019ء میں ہوا اور ایف آئی آر 2022ء میں کٹ رہی ہے۔ حالانکہ سچائی یہ ہے کہ ملزم کے خلاف ایف آئی آر 2019ء میں ہی درج کروانے کی پوری کوشش کی گئی تھی لیکن نظام ایسا بنا دیا گیا ہے کہ پہلے جے آئی ٹی بنے گی وہ تحقیق کرے گی اور پھر وہ رپورٹ پیش کرے گی، پھر معاملہ قرآن بورڈ کے پاس جائے گا۔ اس کے بعد ایف آئی آر کٹتی ہے۔ یہ سارا الجھاؤ جان بوجھ کر پیدا کیا گیا ہے۔ پھر عذر گناہ بدتر از گناہ کے مصداق فیصلہ کے دو دن بعد سپریم کورٹ کی جانب سے پریس ریلیز بھی جاری کر دی گئی کہ ہم نے فیصلہ بالکل ٹھیک کیا ہے اور جو لوگ اس کے خلاف بات کر رہے ہیں ان سے ہم نمٹ لیں گے۔ یہ سارے وہ کام ہیں جو عوام میں انتشار اور اشتعال پیدا کرنے والے ہیں۔

سوال: 1974ء میں قادیانیوں کو ہماری پارلیمنٹ نے غیر مسلم قرار دیا۔ اگلے ماہ ستمبر میں اس فیصلے کو پچاس سال ہو جائیں گے۔ یعنی نصف صدی گزر چکی ہے۔ اس دوران ہم دیکھ رہے ہیں کہ قادیانی خوب پھل پھول رہے ہیں، ہر شعبہ میں وہ ترقی بھی کر رہے ہیں اور ساتھ پروپیگنڈا بھی کر رہے ہیں کہ ہم پر ظلم ہو رہا ہے۔ آپ یہ بتائیے کہ ردِ قادیانیت کے لیے ہمارے علماء کرام، دینی جماعتوں، ہمارے وکلاء حضرات اور خصوصاً عوام الناس کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے؟

محمد متین خالد: اس کا ایک ہی حل ہے اور وہ ہے اتحاد بین المسلمین۔ 1953ء میں ساری جماعتیں اکٹھی ہوئیں اور سب نے معرکۃ الآرا قربانیاں پیش کیں۔ وہاں سے رد قادیانیت کی تحریک نے زور پکڑا۔ پھر 1974ء میں پوری اُمت اکٹھی ہوئی اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ 1984ء میں دوبارہ امت اکٹھی ہوئی اور 295 بی اور 298 سی جیسے قانون پاس ہوئے۔ آج پھر میں درخواست کرتا ہوں کہ تنظیم اسلامی، جماعت اسلامی، مفتی تقی عثمانی صاحب، مفتی منیب الرحمان صاحب اور تمام دینی جماعتیں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اکٹھی ہوں۔ اپنے ایمان کا مسئلہ سمجھ کر ایک ایسی

تحریک چلائیں کہ حکومت اور عدلیہ اس فیصلہ پر نظر ثانی کے لیے مجبور ہو جائے۔ اسمبلی میں اس وقت اگر مخصوص نشستوں کے لیے جنگ لڑی جارہی ہے تو اس سے زیادہ حقدار تو عقیدہ ختم نبوت ہے۔ اس وقت تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی عزت اور ناموس کے دفاع کے لیے کھڑے ہو جائیں۔

سوال: یہاں اپنے دنیاوی مفادات کی خاطر تو سب لوگ بل بھی لے آتے ہیں، دھرنے بھی دیتے ہیں، احتجاج بھی کرتے ہیں۔ ختم نبوت کے حوالے سے ہم اکٹھے کیوں نہیں ہوتے، نفاذ اسلام کے حوالے سے ہم اکٹھے کیوں نہیں ہوتے؟ دوسرا یہ بتائیں کہ ریویو پٹیشن کے اس فیصلہ کے بعد اب آگے قانونی چارہ جوئی کیا ہو سکتی ہے؟

رضاء الحق: تنظیم اسلامی کا ہمیشہ سے یہی موقف رہا ہے کہ جو متفق علیہ منکرات ہیں ان کے خلاف تمام دینی طبقات متحد ہو کر ایک پرامن منظم احتجاجی تحریک چلائیں۔ کیونکہ الیکشن کی سیاست سے موجودہ نظام چل تو سکتا ہے لیکن اس فرسودہ نظام کو انتخابی سیاست سے بدلا نہیں جا سکتا۔ اس وقت جتنے بھی مسائل اور معاملات سامنے آرہے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ موجودہ نظام عدل و انصاف فراہم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ یہ نظام ظالم کے ساتھ تو کھڑا ہو سکتا ہے مگر مظلوم کے ساتھ نہیں کھڑا ہو سکتا۔ اس کے مقابلے میں جو خلافت کا نظام ہے وہ حق پر کھڑا ہوتا ہے۔ خلافت عثمانیہ کے آخری دور میں جبکہ عثمانی حکومت لڑکھڑا رہی تھی، فرانس میں توہین رسالت پر مبنی ایک سٹیج شو منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا۔ عثمانی خلیفہ نے وارننگ جاری کی کہ اگر ایسا ہوا تو ہم جہاد کا اعلان کر دیں گے۔ فرانس کو وہ پروگرام کینسل کرنا پڑا۔ کچھ عرصہ بعد انگلینڈ میں اسی طرح کا پروگرام منعقد کرنے کی کوشش کی گئی، خلیفہ نے وارننگ دی اور انگلینڈ کو وہ روکنا پڑا۔ اب بھی مسلمانوں کے سامنے ایک ہی راستہ ہے کہ وہ انگریز کے بنائے ہوئے نظام کی بجائے اپنے اصل نظام کی طرف لوٹ آئیں۔ نظام کو صرف تحریک کے ذریعے ہی بدلا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ ابھی ذکر ہوا کہ ہم نے 1953ء میں تحریک چلائی، پھر 1974ء کی تحریک کامیاب ہوئی۔ اسی طرح ہم دوبارہ کسی بڑے منکر کے خلاف متحد ہو کر تحریک چلائیں۔ تحفظ ناموس رسالت تمام مسلمانوں کا مسئلہ ہے اور قادیانیت سب کا مسئلہ ہے، لہٰذا سب کو متحد ہو کر ایک بھرپور تحریک چلانی چاہیے۔ یہی ایک راستہ ہے جس سے سارے معاملات حل ہو سکتے ہیں۔

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۳) ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’اے ایمان والو! جب تم کسی سے مقررہ مدت تک آپس میں قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو، اور تمہارے درمیان کسی کاتب کو عدل کے ساتھ دستاویز لکھنی چاہیے، اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے لکھنا سکھایا ہو اُس کو لکھنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے، اور جس شخص پر قرض ہو لکھوانا اُسی کی ذمہ داری ہے اور اُس کو اللہ سے ڈرنا چاہیے، جو اُس کا رب ہے اور وہ اس (قرض) سے کچھ کم نہ کرے۔‘‘ (البقرۃ:282)

......اس آیت مبارکہ میں قرض خواہ اور مقروض کو جو ہدایات دی گئی ہیں ان کا مقصد باہمی شکوک و شبہات کا ازالہ تھا۔ ہماری اس بات کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں انہوں نے واضح فرمادیا کہ یہ آیت مبارکہ گندم کی بیع سلم کے متعلق نازل ہوئی ہے اور بیع سلم اُدھار کی بیع ہے۔

امام ابن جریر روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نزلت هذه الآية: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ في السلف في الحنطة في كيل معلوم الى اجل معلوم (جامع البیان: ج۳ ص ۱۵۹)

’’یہ آیت گندم کی بیع سلم کے متعلق نازل ہوئی ہے [گندم کی قیمت کی پیشگی ادائیگی کر دی جائے اور فصل کٹنے کے بعد گندم کو وصول کر لیا جائے] اس میں گندم کی مقدار بھی معلوم ہو اور اس کی مدت بھی معلوم ہونی چاہیے۔‘‘ (جاری ہے)

بحوالہ: ’’انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال‘‘ از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 839 دن گزر چکے!

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

’’مسجد جامع القرآن، مین روڈ سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا (حلقہ سرگودھا)‘‘ میں

25 تا 31 اگست 2024ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز ہفتہ نمازِ ظہر)

مبتدی تربیتی کورس کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

30 اگست تا یکم ستمبر 2024ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔ ☆ اسلام کا انقلابی منشور (سماجی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-9603577/ 0300-9603045

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

لہو کے سارے شعبدے، لہو کے سارے معجزے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

حالات وواقعات کی برق رفتاری بے پناہ ہے۔ ایک خبر سے سنبھلتے نہیں ہیں کہ دوسری خبر توجہات سمیٹ لیتی ہے۔ بنگلہ دیش پر جبر و استبداد کی طویل حکمرانی، فسادات اور پھر اس سے نجات کا غیر متوقع سامان۔ ایران کے صدر کا فلسطینی مہمان نہایت غیر متوقع طور پر تمام عالمی مہمانوں میں سے نشانے پر رکھ لیا گیا! کس نے سوچا تھا! وہ جو جنگی مذاکرات کا مرکزی کردار اور اہم ترین فریق تھا۔ اسماعیل ہنیہ کی شہادت، فی نفسہ جہاں ایک غم کا گھاؤ ہے وہاں انہی کے بیٹے عبدالسلام ہانیہ کے مطابق: آج شہدا کے استاد / قائد کی فلسطین میں تاج پوشی ہے!...... ہماری تشفی، اطمینان یہ ہے کہ وہ ایک شہید ہے دائمی جنتوں میں۔ فلسطین کے عظیم قافلے کے لیڈروں میں شامل! شہادت بھی یوں ہوئی کہ میزائل نے فانی خاکی وجود کا اوپر کا حصہ نشانہ بنایا...... ! بوٹی بوٹی بکھری عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی طرح اور وہ وعدہ پورا ہوا۔ شیروں کی طرح حیات مستعار میں ہنیہ ؒ نے پکارا تھا: اروا حنا و دماؤنا و اھلنا و ابناؤنا و بیوتنا فداء علی قدس و الاقصیٰ! (ہماری جانیں، ہمارا خون، ہمارے خاندان، ہماری اولاد، ہمارے گھر بار، سب اقصیٰ اور قدس پر قربان) ایمان اور اسلام سے لاعلم، اپنی تاریخ اور سیرت مطہرہ صلی اللہ علیہ وسلم، غزوات کی تعلیم سے بچا بچا کر پالی گئی نسلیں اس لذت سے ناواقف ہیں۔

بنا کر دند خوش رسمے بہ خاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

بیٹے کے مطابق اسماعیل ہنیہ نے خاندان کے (اولاد سمیت) 100 سے زیادہ شہداء اس جنگ میں پیش کیے، گھر بار لٹائے! اسلامی تاریخ نے بعثت نبوی کے بعد بار بار فتوحات حاصل کیں اور خلافت عثمانیہ تک تین براعظموں پر حکمرانی کی، تو انہی شیروں کی بدولت۔ ہماری تاریخ کا ہر صفحہ خونِ شہداء کے چھینٹوں سے معطر ہے اور یہ عظیم ترین اعزاز ہے! خواہ وہ روس یا امریکا نیٹو جیسی قوت و جبروت کی سلطنتیں اور عساکر ہوں! امریکا کے خلاف لڑنے والوں میں سے وہ ایک محمد بن قاسمؒ کی عمر کا مجاہد، جس پھول کی ہر پتی اسی طرح ''ہیل فائر'' (جہنم کی آگ) میزائل سے بکھری اور بوٹی بوٹی کو معطر کر گئی! زمیں کے نیچے بھی روشنی ہو، چراغ مٹی میں رکھ دیا ہم نے! قطر نے اسماعیل ہنیہ کو شایانِ شان استقبال دے کر غم رسیدہ اُمت کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ یہ کہا سرکاری ٹیلی ویژن نے: ''قطر آج فلسطین کا ایک خالص اور پاکیزہ ٹکڑا قبول (کرنے کی سعادت حاصل) کر رہا ہے۔'' (قطر کی سرزمین پر شہیدِ قدس واقصیٰ کا وجودِ فانی، مدفون خزانہ!)

خان یونس میں کیمپوں میں فلسطینی شہادت پر کھجوریں (بطور مٹھائی) پیش کی گئی۔ شہادت پر مٹھائی کھلانا ان کی روایت رہی ہے۔ وہ اس کی قدر و قیمت سے واقف ہیں:

لہو کے سارے شعبدے، لہو کے سارے معجزے
کہیں شرر افشاں لہو، کہیں ہے گل فشاں لہو

ادھر قندھار میں محبت ایک اور رنگ میں ہے۔ اعلیٰ فوجی حکام کے اجلاس میں جب ہنیہ کی شہادت کی خبر سنائی گئی تو دنیائے کفر کو خون کے آنسو رلانے والوں کے اپنے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے! ڈاڑھیاں محبت بھرے آنسوؤں سے تر ہوگئیں! امیر قطر شیخ تمیم بن حمد ال ثانی نے نماز جنازہ میں اپنی عقال (سر کی سیاہ پٹی) اُتار دی۔ عرب روایت کے مطابق یہ اظہار ہے کہ: ''یہ میرا ذاتی نقصان ہے!'' اور ادھر ہم عقل سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ بانیٔ پاکستان فلسطین اور قدس پر قومی موقف، وابستگی اور عزم طے کر گئے تھے جس پر دو رائے ممکن نہیں۔ بائیڈن اگر بحکمِ خداوندی مر جاتا تو ہمارے سبھی حکمران پہنچ جاتے! یہاں غائبانہ نماز جنازہ پر اکتفا کیا۔ قرارداد میں اسرائیل کا ذکر حذف کر دیا مارے خوف کے!

حماس، کسی فرد کا نام نہیں۔ یہ اقصیٰ ہے، قدس ہے۔ ایک ناقابلِ شکست عزائم کی حامل مضبوط قوم ہے۔ کچھ وہ ہیں جو کہ مر کر بھی زندہ ہیں۔ (قبر جنہاں دی جیوے ھُو!) مت کہو وہ مردہ ہیں۔ ایسا سوچو بھی مت! تم زمین سے چمٹے (میکڈونلڈ) چر چگ رہے ہو، وہ اللہ کے ہاں (بے مثال جنتوں میں) رزق پا رہے ہیں! اہلِ غزہ ایسے کیوں کر ہوگئے؟ انہیں وہ قیادت میسر آئی (شیخ احمد یٰسین جیسے) جنہوں نے ''قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن'' کی روح اور تربیت قوم میں اُتار دی۔

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی سرزمین کی وراثت، قدس اور مسجد اقصیٰ کی عظمت ان کی ہر بن مو میں بھر دی۔ وہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے پیغام کو گویا حرزِ جاں بنا بیٹھے، جسے مولاناؒ کی اپنی قوم نے کما حقہ اہمیت نہ دی۔ سب جابجا یہ پڑھ چکے ہیں جو اُن کا مالٹا (اُس دور کا گوانتانامو!) کی قید سے واپسی پر اہم ترین پیغام، وصیت اور عزم تھا: ...... قرآن کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے۔ بچوں کے لیے لفظی تعلیم، بڑوں کو عوامی درس قرآن کی صورت میں اس کی معانی سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لیے آمادہ کیا جائے اور مسلمانوں کے باہمی جنگ وجدال کو کسی قیمت برداشت نہ کیا جائے۔ سوائے باضابطہ مدارس میں تعلیم کے، کم نصیبی سے قوم قرآن پاک، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور تاریخِ اسلام سے نہ صرف یکسر نابلد ہے، اُلٹا دیندار طبقہ بھی اب خشوع وخضوع سے آکسفورڈ، کیمرج، لندن سے یہاں بیٹھے اولیول، اے لیول کا طلبگار ہو رہا ہے۔ کہ زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں!

غزہ کی خوبصورت طویل داستان ہے کہ حکومتی سطح سے کس طرح ہر بچے، نوجوان، تعلیمی اداروں، دفاتر، سرکاری اہلکاروں تاجروں میں تعلیمِ قرآن، حفظ اور فہم اُتارا گیا۔ روح کا حصہ بنا۔ شرح خواندگی بھی 100 یصد ہے۔ قرآن پر محنت نے انہیں فہم وفراست، صبر وثبات عطا کیا۔ جہاد فی سبیل اللہ اور پُرمشقت زندگی نے انہیں دین ودنیا میں یکتا کر دیا۔ اسماعیل ہنیہ 2006ء میں وزیر اعظم منتخب ہوئے تو شاندار سرکاری رہائش قبول کی نہ ہیلی کاپٹر پروازیں! مہاجر کیمپ کے سادہ گھر میں رہے۔ کہا: میں اپنے لوگوں، مہاجرین اور مفلوک الحال عوام میں رہنا پسند کرتا ہوں۔ یہ سیاست نہیں ہے۔ یہ ہمارے خلفائے باصفا کی شان کا اتباع تھا۔ شیخ احمد یٰسینؒ کا تربیت یافتہ معاون، لوگوں کے دلوں کی دھڑکنوں میں بستا تھا۔

نیتن یاہو کا یہ حملہ مذاکرات اور امن پر حملہ ہے، جنگی جرم ہے۔ امریکا اسرائیل، قدسی، فلسطینی مہمان پر، پُراسرار حملے کے جواب دہ یہ سبھی ہیں، بشمول میزبانوں کے۔ جو قطر، ترکی میں محفوظ رہا وہ یہاں عدم تحفظ شکار

تنظیم اسلامی کا پیغام

خلافت راشدہ کا نظام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمد ﷫

سیمینار

امیر تنظیم: شجاع الدین شیخ ﷾

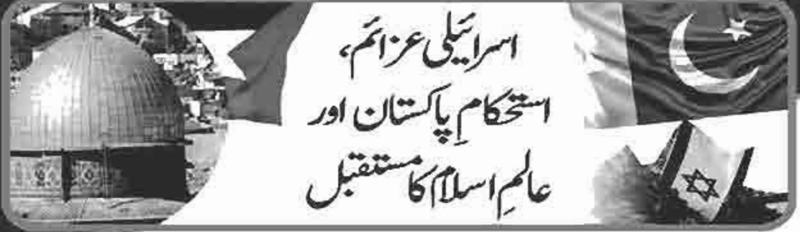

زیر صدارت

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

(امیر تنظیم اسلامی)

اِن شاء اللہ

16 اگست 2024ء

بروز جمعۃ المبارک

آغاز: 7:00 بجے رات

(پروگرام کے بعد ملحقہ مسجد میں نمازِ عشاء کی جماعتِ ثانی کا اہتمام ہوگا)

سیمینار میں ملکی اور بین الاقوامی شہرت کے حامل اسکالرز اور اہل فکر و دانش شرکت و خطاب فرمائیں گے

بمقام: قرآن آڈیٹوریم 191 اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور

لائیو سٹریمنگ کا انتظام ہوگا

خواتین کی باپردہ شرکت کا اہتمام ہے

تنظیمِ اسلامی

دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، 23 کلومیٹر، ملتان روڈ، چوہنگ لاہور

www.tanzeem.org

فون: 78-35473375 (042) Email:markaz@tanzeem.org

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(1 تا 4 اگست 2024ء)

جمعرات 1 اگست: صبح لاہور آمد ہوئی۔ مرکزی عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ سہ پہر پہلے شعبہ نظامت اور پھر شعبہ تعلیم و تربیت کے اجلاس کی صدارت کی۔

جمعہ 2 اگست: صبح مرکزی اسرہ کے خصوصی اجلاس کی صدارت کی۔ تقریر اور خطبۂ جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ دوپہر میں شعبہ سمع و بصر کے اجلاس کی صدارت کی۔ پروگرام ''امیر سے ملاقات'' کی ریکارڈنگ کرائی۔ رات کو آن لائن ''گھریلو اسرہ'' کا انعقاد کیا۔

ہفتہ 3 اگست: دن میں پہلے شعبہ نشر و اشاعت اور پھر شعبہ مالیات کے اجلاس کی صدارت کی۔ شام کو حلقہ پنجاب پوٹھوہار کے تنظیمی دورہ کے لیے روانگی ہوئی۔ ناظم اعلیٰ دوران سفر اور دورہ ساتھ رہے۔ رات کے قیام کا انتظام حلقہ کے مرکز میں تھا۔

اتوار 4 اگست: صبح 9 بجے تا سہ پہر 3 بجے تک حلقہ پنجاب پوٹھوہار کے تنظیمی دورہ کی مصروفیات رہیں۔ مسجد العابد، گوجر خان میں تمام رفقاء سے ملاقات رہی۔ حلقہ، مقامی تنظیم اور منفرد اسرہ جات سے متعلق نئے شامل ہونے والے رفقاء کا تعارف حاصل کیا۔ سوال و جواب کی نشست، مختصر خطاب اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔ حلقہ اور مقامی تنظیم کے ذمہ داران کے ساتھ علیحدہ اجلاس میں سوال و جواب کی نشست اور کچھ یاددہانیوں کا اہتمام ہوا۔ گوجر خان سے نائب ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان زون ڈاکٹر امتیاز صاحب کے ہمراہ اسلام آباد آمد ہوئی۔ رات کو کراچی واپسی ہوئی۔

معمول کی مصروفیات: نائب امیر صاحب سے مستقل رابطہ رہا اور معمول کے تنظیمی امور انجام دیے۔ قرآنی نصاب کے انگریزی ترجمہ کے حوالے سے سرگرمیاں جاری رہیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگ کروائیں۔

کیوں کر ہوا؟ اگرچہ وہ کامیابی کی عالی شان منزل مراد پا گیا اور حماس میں رجال کار کی کمی نہ کل تھی نہ آج۔ مگر جنگی جرائم اور شراکت کاری میں ایک اور اضافہ اپنی جگہ!

ادھر بنگلہ دیش کی 30 سالہ تاریخ میں 20 سال حسینہ واجد نے بھارت پرستی اور پاکستان دشمنی کی بنیاد پر جبر کی حکمرانی کی ہے۔ اس کی سیاست مکمل سیکولر، اسلام مخالفت پر مبنی رہی۔ مکتی باہنی کی نسلوں کے معاشی تحفظ کے لیے کوٹہ مسلط کیا جانا اسے لے ڈوبا۔ صبر کے سبھی پیمانے لبریز ہوئے، پوری دنیا کی فضا بدل چکی ہے، یہاں بھی یہ انقلاب نوجوان طلبہ کی تحریک، خون اور گرفتاریوں کا مرہونِ منت ہے۔ ڈھاکا کی سڑکوں پر ٹینک بکتر بند گاڑیوں کے مناظر جولائی سے شروع ہوئے اور اب حسینہ واجد..... پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا! یعنی ڈھاکہ سے جان بچا کر اگرتلہ (بھارت) پہنچی جہاں مجیب الرحمن نے بھارتی ایجنسیوں کے ساتھ مل کر پاکستان توڑنے کی سازش کی تھی! پھر بھارتی تحویل میں دہلی منتقل۔ فی الوقت عبوری حکومت کی تیاری ہے۔ وہاں جماعت اسلامی قربانیوں، پھانسی کے تختے حق کے خاطر چوم لینے کی روایت (2001ء کے بعد امریکا کی بین الاقوامی سطح پر اسلام دشمنی کی ہر خطے میں حوصلہ افزائی ہوئی) خالدہ ضیاء کی پارٹی اور دیگر اپوزیشن کے ساتھ مسلسل جدوجہد کا حصہ رہی، پاکستان سے محبت کی بھرپور سزا بھی پاتی رہی! وقار الزماں آرمی چیف حسینہ واجد کا قریبی عزیز اور معتمد رہا ہے۔ یہ تبدیلی 30 سالہ بھارتی آسیب سے بنگلہ دیش کو نجات دینے کا سبب بن سکتا ہے۔ اپوزیشن اور بالخصوص طلبہ قیادت اس پر متفق ہے۔ اللہ امن و امان وہاں جلد بحال کرے اور بہترین قیادت سے نوازے۔

ایں دعا از من و از جملہ مومنین آمین باد!

❀❀❀

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر تعلیم یافتہ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 40 سال، تعلیم ایم اے انگلش، بی ایڈ، قد "1 . '5 طلاق یافتہ (بچہ کوئی نہیں)، کے لیے دینی مزاج کے حامل، اعلیٰ تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-4245575

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

جوئے بنگلہ رجا کار

آصف محمود

پاکستان نے پاکستان سے عشق کرنے والے جن پاکستانیوں کو ڈھاکہ کے مقتل میں اکیلے چھوڑ دیا تھا، آج وقت نے انہیں مقتل میں سربلند کر دیا ہے۔ سلیم منصور خالد صاحب نے 'البدر' لکھی تو انتساب میں سارا درد انڈیل دیا: اس خون کے نام جو پاکستان کے لیے بہا اور پاکستان میں اجنبی ٹھہرا۔ اس ملک میں سلیم منصور خالد کے سوا کون ہے جسے سب سے پہلے مبارک دی جائے کہ جو خون دیارِ عشق میں اجنبی ٹھہرا تھا وہ خون مقتل میں بشارت بن گیا ہے۔

کیسے کیسے لوگ حسینہ واجد نے پھانسی پر چڑھا دیے، یاد کرنے بیٹھیں تو دل سے دھواں اٹھتا ہے۔ نسلیں پاکستان پر قربان ہو گئیں لیکن پاکستان کی حکومتوں نے مڑ کر ان کی طرف نہ دیکھا۔ بڑھاپے میں لوگوں کو مقتل میں لٹکایا گیا کہ جوانی میں انہوں نے پاکستان سے محبت کی تھی۔ آفرین ہے ان لوگوں پر ایک کے بعد ایک قتل ہوتا گیا، مقتولوں نے سروں کی مالا پرو دی لیکن کسی ایک کے قدم نہ ڈگمگائے۔ کسی ایک نے معافی نہ مانگی۔

مکتی باہنی کے جرائم اور درندگی پر پردے ڈال دیے گئے اور البدر اور الشمس والوں پر مقدمے قائم ہونے لگے۔ گواہیوں کا معیار یہ تھا کہ اگر کسی کے خلاف عوامی لیگ کے کسی اخبار میں بھی کوئی خبر چھپی تھی تو وہ ثبوت قرار دیا گیا۔ 1971 کے واقعات پر 2022 اور 2024 میں پھانسیاں ہونے لگیں۔ جھوٹے مقدمے، سفاک عدالت اور پھر مقتل۔

لوگ 55 سال بعد بھی مسکراتے ہوئے پھانسی گھاٹ جاتے رہے لیکن پاکستان کی حکومتیں یوں اجنبی بن گئیں جیسے جانتی ہی نہ ہوں کہ یہ کون ہیں جو آج بھی پاکستان کی محبت کے جرم میں پھانسیاں پا رہے ہیں۔

یہاں تک کہ برطانوی سپریم کورٹ نے بھی حال میں ان مقدمات کو ادھیڑ کر رکھ دیا لیکن برطانوی سپریم کورٹ کا یہ شاندار فیصلہ پاکستان میں کہیں زیر بحث تک نہ آ سکا۔ میں نے اس پر انگریزی میں کالم لکھا، وہ بھی تب جب سلیم منصور خالد صاحب نے توجہ دلائی اور اصرار کیا۔ سوچتا ہوں کوئی یار مار ہو تو ہم سا۔ علی گیلانی سے ملا عبدالقادر تک ہم نے ہر اس شخص کو مقتل میں اکیلا چھوڑا جس نے پاکستان سے محبت کی۔ دل کٹ جاتا ہے۔

مکتی باہنی کے مجرموں کے لیے آج بھی چالیس فی صد کوٹے پر اصرار اور احتجاج پر قتل و غارت، یہ رویہ بتا رہا ہے کہ باپ کی طرح بیٹی کا بھی جمہوریت سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ یہ وحشت تھی۔ ایسی ہی وحشت کا علم شیخ مجیب نے بھی اٹھایا تھا اور جب قتل ہوا تو اگلے روز شائع ہونے والے بنگلہ دیش آبزرور کے اداریے کا آغاز اس فقرے سے ہوا کہ:

"The killing of Sheikh Mujib was a historic necessity."

پاکستان نے تو شیخ مجیب کو جیل سے نکال کر بنگلہ دیش بھیج دیا لیکن اگست 1975 میں بنگلہ دیش کی فوجی بغاوت میں انہیں ان کے بچوں، بیوی، بہو سمیت قتل کر دیا گیا۔ اہل خانہ میں صرف دو بیٹیاں بچ سکیں جو ملک سے باہر تھیں۔ کیا کبھی ہم نے غور کیا کہ ساری خرابی اگر مغربی پاکستان کے فیصلہ سازوں ہی کی تھی تو بنگلہ دیش کی فوج نے اپنے بنگ بندھو کو تیسرے ہی سال کیوں قتل کر دیا؟

اس کا جواب بہت سادہ ہے: اس نے بھی وہی حرکتیں کی تھیں جو حسینہ واجد کر رہی تھی۔ باپ کے قتل کے وقت بچ اس لیے گئی کہ ملک سے باہر تھی۔ (ورنہ قاتلوں نے تو شیخ مجیب کے دس سالہ بچے ارسل کو بھی معاف نہیں کیا تھا)۔ اور اب شاید بچ اس لیے گئی کہ ملک سے بھاگ گئی۔ شیخ مجیب کی فسطائیت بھی شرم ناک تھی، اس کی بیٹی کی فسطائیت بھی شرم ناک رہی۔

شیخ مجیب کو مارنے والے کون تھے؟ یہ مغربی پاکستان کے لوگ نہ تھے۔ یہ بنگلہ دیش کے اپنے فوجی تھے۔ اور عام فوجی بھی نہیں تھے۔ ان میں سے تین تو وہ تھے جو بنگلہ دیش نے باقاعدہ جنگی ہیرو قرار دے رکھے تھے کہ انہوں نے مکتی باہنی کے ساتھ مل کر "آزادی کی جنگ" لڑی تھی۔ درجنوں گواہیاں موجود ہیں کہ یہ شیخ مجیب کے کارندوں کے ہاتھوں فوجی افسران کے اہل خانہ کی عصمت دری کا انتقام تھا۔ قاتل بھی وہی تھے جو مکتی باہنی کے "ہیرو" تھے۔

شیخ مجیب کے قاتلوں میں سے تین ایسے تھے جو بنگلہ دیش میں ہیرو کا درجہ رکھتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ وہ کیوں قاتل بنے؟

ڈھاکہ کے عوامی لیگ کے صدر اور شیخ مجیب کے دست راست شیخ غلام مصطفیٰ نے بنگالی میجر کی بیوی اور بیٹی کو اغوا کر لیا تھا۔ اور جب اس پر بنگلہ دیش کے فوجی دستے غصے میں ان کی تلاش کے لیے شہر بھر میں پھیل گئے تو شیخ مجیب نے انڈر ورلڈ کے ڈان کی طرح اپنے گھر پر صلح کروا دی۔ شیخ غلام مصطفیٰ کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوئی البتہ افسران کو نوکری سے نکال دیا گیا۔ اتفاق دیکھیے کہ اسی رجمنٹ کے افسران بعد میں شیخ مجیب کے قتل میں شامل تھے۔

عوامی لیگ کے ایک غنڈے اور مقامی صدر مزمل نے ایک بارات میں سے دلہا اور دلہن کی کار کو قبضے میں لے لیا۔ دلہا وہیں قتل کر دیا گیا۔ دلہن کی عزت لوٹ کر دو روز بعد اس کی لاش پھینک دی گئی۔ فوج نے مزمل کو گرفتار کر لیا۔ شیخ مجیب نے حکم دیا اسے رہا کر دیا جائے۔ روایت ہے کہ میجر فاروق اسی واقعے کے ردعمل میں شیخ مجیب کے قاتلوں کے ساتھ شامل ہوا۔

عوامی لیگ کا یہی غنڈہ مزمل اس وقت بنگلہ دیش میں وفاقی وزیر تھا اور البدر کے لوگوں کی گرفتاریوں اور پھانسیوں کے معاملات انہی کی نگرانی میں چل رہے تھے۔

حسینہ واجد باپ کی طرح سفاک آمر تھی۔ تحریک اٹھی تو اس نے اسے کچلنے کا آسان راستہ اپنایا اور کہا یہ سب "رجاکار" ہیں۔ یعنی یہ سب البدر کے ہیں، یعنی غدار ہیں اور پاکستان کے ایجنٹ ہیں۔ اس کا جواب اسے یہ ملا کہ اگلے روز ہزاروں طلبہ چھ بڑے شہروں میں یہ نعرے لگاتے سڑکوں پر تھے کہ:

توئی کے، آمی کے؟ رجا کار رجا کار

(تو کون، میں کون؟ رضا کار، رضا کار)

چیٹے گیلم، آدھی کار بوئے گیلم رجا کار

(مطالبات منوانے کا ایک ہی رستہ، رضا کار، رضا کار)

یہ ایک پوسٹ ٹروتھ تھا جسے اس کے باپ نے کیش کیا اور بھارت کی شہ پر غداری کی۔ اس کا جمہوریت سے کوئی تعلق نہ تھا، میں اس سب پر تفصیلی کالموں کی سیریز لکھ چکا ہوں اس لیے یہاں اس کی تکرار کا موقع نہیں۔

وقت سارے حجاب اٹھا دیتا ہے۔ غدار کی بیٹی بھاگ کے بھارت کی پناہ میں چلی گئی۔ اگر تلہ سازش کیس کے مرکزی کردار کی بیٹی بھاگ کر پہنچی بھی تو کہاں؟ اسی شہر اگر تلہ میں۔

جو مقتل میں گئے سرخرو رہے، جو اقتدار میں تھے ذلیل ہو کر بھاگ گئے۔ ایک وقت آئے گا بنگال میں میر جعفر کی نمک حرام ڈیوڑھی کے ساتھ ایک اور نمک حرام ڈیوڑھی کا اضافہ ہو جائے گا۔ نمک حراموں کی ڈیوڑھیاں عبرت کدہ ہوتی ہیں۔ (روزنامہ بشکریہ "92 نیوز" لاہور)

جشنِ آزادی کے لیے آزادی بھی تو چاہیے!

عادل سہیل

جس پاکستان کو بنانے کے لیے، حاصل کرنے کے لیے ہزاروں مُسلمانوں نے اپنے مال اور جانیں قربان کیں، ہزاروں ماؤں بہنوں، بیٹیوں کی عزتیں لُٹ گئیں، ہزاروں محل نشین خانہ بدوش ہو کر رہ گئے، اُس پاکستان کا مطلب تھا: ''لاالٰہ الا اللہ'' ''اللہ کے علاوہ کوئی سچا حقیقی معبود نہیں۔''

دراصل اُن لوگوں نے کیا حاصل کرنے کے لیے، کیا بنانے کے لیے یہ سب قربانیاں دِی تھیں؟

اُن لوگوں کا ہدف زمین کا ایک ایسا ٹکڑا حاصل کرنا تھا جہاں وہ لوگ خود اور اُن کی آنے والی نسلیں کسی بھی اندرونی دباؤ کے بغیر، کسی خلفشار اور منافقت کے بغیر، اور بیرونی دباؤں کو بھی خوب اچھی طرح سے رد کرتے ہوئے، اس کلمہ طیبہ یعنی ''لاالٰہ الا اللہ'' ''اللہ کے علاوہ کوئی سچا حقیقی معبود نہیں'' کے مُطابق اپنی زندگیاں بسر کر سکیں، اس کلمہ طیبہ کو اپنی زندگیوں کے تمام معاملات پر نافذ کر سکیں، سچے عملی مسلمانوں کی سی زندگیاں گزارتے ہوئے اپنے اللہ کے سامنے حاضر ہوں، جی ہاں، اُن کی تمنا، اُن کا ہدف ایک اسلامی ریاست (IslamicState) تھی، نہ کہ کوئی نام نہاد مُسلم ریاست (Muslim State)، اور نہ ہی محض جغرافیائی طور پر آزاد کوئی ریاست (So Called An Independent State)، انگریزی میں یہ نام اس لیے لکھے ہیں کہ دھوکہ دینے والے یہ نام اور ان سے ملتے جلتے نام اور الفاظ استعمال کر کے دھوکہ دیتے چلے آرہے ہیں، اور اللہ جانے کہ ہمیں اُن مکاروں کی چالبازیوں کی سمجھ کیوں نہیں آتی؟

یا ہم سمجھ بوجھ کر بھی انجان بنے ہوئے غلامی کی زنجیروں کو اپنے ارد گرد کستے چلے جارہے ہیں؟

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ جس نے بھی اللہ کے دِین کے نفاذ کے لیے اسلامی ریاست بنانے کے لیے قُربانی دی، اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے اُس کی نیت کے مطابق اجر عطا فرمائے گا۔ اور جس نے مُسلم ریاست کے قیام کے لیے کام کیا، اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے اُس کی نیت کے مطابق اجر عطا فرمائے گا۔ اور جس نے محض جغرافیائی طور پر آزاد ریاست بنانے کے لیے کام کیا،، اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے اُس کی نیت کے مطابق اجر عطا فرمائے گا۔

قارئین کرام، یاد رکھیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جغرافیائی طور پر آزاد زمین کا جو ایک حصہ عطا فرمایا ہے، جس میں ہم رہ رہے ہیں جسے ہم اپنا وطن کہتے ہیں، وہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت کے طور پر عطا فرمایا ہے، کیونکہ اس نعمت کو پانے کے ظاہری اسباب میں ہم سمیت آج کی نسل کی کوئی قربانی شامل نہیں، قربانی تو دُور کی بات ہے کہیں کوئی رتی برابر محنت یا کوشش بھی دِکھائی نہیں دیتی، بلکہ اس نعمت کے ملنے کا ظاہری سبب اُن لوگوں کی قربانیاں تھیں جن کا ذِکر بات کے آغاز میں کیا گیا۔ ہمارے سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اُن لوگوں کی قربانیوں کی کیا قدر کر رہے ہیں؟ اور اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کی اس عظیم نعمت کی کیا قدر کر رہے ہیں؟ اور اس نعمت کو واقعتاً ایک آزاد اور مضبوط اسلامی ریاست بنانے کے لیے کیا کر رہے ہیں؟

سوچیے، سوچیے، اور پھر سوچیے! کہ ''اللہ کی خوشی حاصل کر کے یہ نعمت برقرار رہے گی'' یا ''اُس کی ناراضگی پا کر؟'' کیا اللہ کی اس نعمت کا شکر اُس کی نافرمانی کر کے ادا کیا جانا چاہیے؟

نام نہاد آزادی کے جشن کے نام پر ایسے کتنے کام کیے جاتے ہیں جو سراسر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر مشتمل ہوتے ہیں؟ جی ہاں، میں نے کہا: ''نام نہاد آزادی''

جشن منانا شرعی طور پر جائز ہیں یا نہیں۔

فی الحال تو یہ سمجھنا اور سمجھانا چاہتا ہوں کہ کیا ہم آزاد ہیں؟

کیا محض جغرافیائی طور پر آزاد زمین کے ایک حصے پر بسنا آزادی ہے؟ کیا ہمارے جسم، ہمارے اذہان، ہمارے دِل، واقعتاً آزاد ہیں؟

جی نہیں، اور ہرگز نہیں! ہماری معیشت، مُعاشرت، قوانین اور قانون نافذ کرنے کے انداز و اطوار، کردار و گُفتار، حلیہ و اخلاق کونسی چیز ہے جو آزاد ہے، جس پر غیروں اور ہمارے رب اللہ جلّ جلالہٗ، اور رب کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مُخالفین اور دُشمنوں کا اثر نہیں، کیا یہ آزادی ہے؟ تو پھر کس آزادی کا جشن منایا جائے؟

یاد تو کیجیے کہ محمد بن قاسم رحمہٗ اللہ کو عرب سے سندھ کیوں بھیجا گیا؟ خلیفہ معتصم باللہ، رحمہٗ اللہ نے ایک مُسلمان بہن کی پکار پر اُس کی مدد کے لیے لشکر روانہ کر دیا، کیوں؟

اور ایک ہم ہیں ''آزاد اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کے ''پاکستانی مُسلمان'' جو اپنی بہنوں، بیٹیوں کی عزتوں کو خُود بھی پامال کرتے ہیں، اور دُوسروں کے ہاتھوں بیچتے بھی ہیں، یہ فروخت پیسہ کمانے کے لیے بھی ہوتی ہے، عہدے اور منصب پانے کے لیے بھی ہوتی ہے، سیاست چمکانے کے لیے بھی ہوتی ہے، اور اُن کی ناراضگی اور گرفت سے بچنے، اُن کی رضا پانے کے لیے بھی ہوتی ہے، جنہیں ہم نے عملی طور پر اپنے ''الٰہ (معبود)'' بنا رکھا ہے۔

کیا یہی وہ پاکستان ہے جس کا مطلب: ''لاالٰہ الا اللہ'' ''اللہ کے علاوہ کوئی سچا حقیقی معبود نہیں'' ہونا مقرر کیا گیا تھا؟ کیا یہ آزادی ہے؟

تو پھر کس آزادی کا جشن منایا جائے؟

اُس آزادی کا، جو ہمارے پاس ہے ہی نہیں؟

یا اُس آزادی کا جو ہمیں عطا تو کی گئی تھی لیکن ہم نے اُسے پہچاننے اور جاننے کے بعد بھی اُس کی قدر نہ کی، اللہ کی اُس نعمت کا انکار کر دیا، کیا ہمارا حال مندرجہ ذیل آیت کے مطابق نہیں ہے:

﴿يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (النحل: 83) ''وہ اللہ کی نعمتوں کو جانتے ہیں لیکن اُن نعمتوں (کو جاننے، پہچاننے کے باوجود اُن نعمتوں) کا انکار کرتے ہیں، اور اُن لوگوں کی اکثریت انکار کرنے والوں کی ہے''

ہم بحیثیت قوم، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پہچاننے کے باوجود، جاننے کے باوجود، اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اُس کی تابع فرمانی اختیار کرنے کی بجائے، اُس کی نافرمانیاں کر کر کے اُس کی عطا کردہ نعمتوں کا انکار کرتے ہیں، کیونکہ ہم آزاد ہیں!

اور آزادی کی خوشی منانا تو بنتا ہی ہے، اور خوشی کے اظہار کے لیے جشن منانے سے اچھا طریقہ بھلا کون سا ہو سکتا ہے؟ اور جشن منانا اُس وقت تک نہیں ہوتا جب تک اُس میں ڈھول ڈھمکا، مُوسیقی، ناچ گانا، مرد و عورت کا اختلاط، وغیرہ نہ ہو، اگر یہ سب کچھ، یا ان میں سے کچھ نہ کیا جائے تو اپنے دِین اور اخلاقیات سے آزاد خوشی کا اظہار ہو گا نہیں۔ پھر بھی اگر آپ، ایسی آزادی کا جشن منانا ہی چاہتے ہیں جس کا کوئی وجود ہی نہیں ہے، تو یہ بھی ضرور سوچیے گا کہ اُس جشن کا انجام کیا ہو گا؟ اُس کے بدلے میں کیا ملے گا؟ جس میں اللہ کی لعنت پانے والی آوازیں گونجتی رہی ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''دو آوازیں لعنتی ہیں، نعمت ملنے پر موسیقی کے آلات کی آواز، اور مصیبت آنے پر ماتم و نوحہ کی آواز۔'' (سلسلہ الاحادیث الصحیحہ)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم معاملات کو درست طور پر ہمیں سمجھ سکیں اور حقیقی طور پر با عزت اور آزاد ہونے کی جرأت عطا فرمائے۔

۞۞۞

Islam and only tried to perform my duty and made every possible contribution within my power to help our Nation. It has been my constant endeavor to try to bring about unity among Musalmans, and I hope that in the great task of reconstruction and building up great and glorious Pakistan, that is ahead of us, you realize that solidarity is now more essential than it ever was for achieving Pakistan, which by the grace of God we have already done. I am sure that I shall have your fullest support in this mission. I want every Musalman to do his utmost and help me and support me in creating complete solidarity among the Musalmans, and I am confident that you will not lag behind any other individual or part of Pakistan. We Musalmans believe in one God, one book – the Holy Quran – and one Prophet. So we must stand united as one Nation."

Jinnah also realized the importance of having an economic model that was in consistence with Islamic principles. Jinnah's aversion to the western economic system could be understood from the speech he made during the opening ceremony of the Peshawar Branch of the State Bank of Pakistan in 1948, where he famously said, *"I shall watch with keenness the work of your research organization in evolving banking practices compatible with Islamic ideas of social and economic life. The economic system of the West has created almost insoluble problems for humanity and to many of us it appears that only a miracle can save it from disaster that is not facing the world. It has failed to do justice between man and man and to eradicate friction from the international field. On the contrary, it was largely responsible for the two world wars in the last half century. The adoption of Western economic theory and practice will not help us in achieving our goal of creating a happy and contended people. We must work our destiny in our own way and present to the world an economic system based on true Islamic concept of equality of manhood and social justice."* In his address to the Karachi Bar Association on 25 January 1948 Jinnah said, *"Islam and its idealism have taught us democracy. Islam has taught equality of men, justice and fair-play to everybody. What we need is there for anyone to fear democracy, equality, freedom on the highest standard of integrity and on the basis of fair-play and justice for everybody."*

All in all, the false narrative woven by the secular and liberal sections of Pakistan is a house of cards built on fabricated and misinterpreted versions Jinnah's vision about Pakistan! Nothing could be farther than the truth. Contrary to the false and confused narratives and whatever absurd arguments they give in support of that, the fact remains that the raison d'être – the rationale for the creation of Pakistan – was both religious and ideological, with politics and economics playing the role of simply an 'executive brainstorming' for running the nascent country of Pakistan to be, after independence. The secular and liberal elements of Pakistan sound like a broken record, given the real historical perspective of the creation of Pakistan and all the present changes occurring around the globe right before their own eyes. Secularism and liberalism are now on a ventilator and soon to be dead and buried. Should that not be a wake-up call for us all to embrace the Truth and quit twisting facts and fabricating opinions?

Given the context, it is necessary for Pakistan to strengthen its ideological basis by practically establishing and making dominant the Absolute Sovereignty of Allah *(SWT)* in the country by moulding it into a true reflection of the Khilafat-e-Rashida, in letter and spirit. The ideology of Pakistan is a God-Given ideology and it is totally in sync with human nature at all levels. It is our obligation to spread and proliferate that ideology in the entire world, so that all rival false ideologies could be emphatically defeated. The imperative precondition for all of that to happen is that we must become a practical and tangible model of our ideology ourselves. May Allah *(SWT)* grant us the strength and courage to make Pakistan an ideal Islamic state, based on the lines of the Khilafat-e-Rashida. Aameen!

Courtesy: Perspective, the online Journal of Tanzeem e Islami

Link: https://www.tanzeem.org/magazines/15-perspective-august-01-to-15-2024/

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے ملتزم رفیق عطاء الرحمن عباسی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت (بیٹا): 0345-5253946

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن جمال کے رفیق سید محمد حسن وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمَا وَارْحَمْھُمَا وَاَدْخِلْھُمَا فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

Quaid e Azam's Pakistan...

Raza ul Haq

As the 77th Independence Day of Pakistan, approaches, the secular and liberal sections of the country have increased their propaganda, once again, regarding the raison d'être for the creation of Pakistan, falsely claiming that Pakistan's rationale is economic and political, not religious. Almost all of these secular and liberal sections of our society, especially vocal in the English Press, use the fake narratives and quotes generated by Justice Munir, who mislead the entire nation by attributing forged quotes to Quaid-e-Azam, Muhammad Ali Jinnah, first in his Munir Report 1953, and then his (in)famous book, From Jinnah to Zia, 1980.

Let us set the record straight...

Jinnah was perfectly aware of the fact that Islam and theocracy were completely incompatible. While many continue to falsely associate Jinnah's references to the protection of minorities and tolerance of other creeds, with his alleged secularist ideology, Jinnah himself explained this in a broadcast talk to the people of Australia as Governor General on 19 February 1948, *"The great majority of us are Muslims. We follow the teaching of the Prophet Mohammad (peace be upon him). We are members of the brotherhood of Islam in which all are equal in rights, dignity and self-respect. Consequently, we have a special and a very deep sense of unity. But make no mistake; Pakistan is not a theocracy or anything like it. Islam demands from us the tolerance of other creeds and we welcome in closest association with us all those who, of whatever creed, are themselves willing and ready to play their part as true and loyal citizens of Pakistan."* This speech is further proof of the fact that Jinnah essentially attributed the equality in rights, dignity and self-respect, what many term as democratic principles – to Islam. He then further justifies his aversion to theocracy namely that it is contrary to the tenets of Islam, where a certain class of men place themselves above others to rule as religious dictators or stooges with 'Divine Law' very conveniently manipulated to suit their own vested interests. Therefore, Jinnah viewed democracy not in the secular sense but rather as part of the Islamic process. He used the word 'democracy' as though it were part of modern Islamic lexicon. Islam refers to this consultative process in fraternity as *"Amruhum Shura Baynahum"* or "Consult amongst thyselves". The careful reader can also note that whilst Jinnah spoke against theocracy in the passage quoted above, he mentioned Islam in the very next sentence – not secularism as would be expected had he been a secularist. Most importantly, this passage has been taken from a speech which was made much after the 11 August 1947 speech where he supposedly declared his belief in secularism without actually saying the word.

As far as the speech made on 11 August 1947 is concerned, where Jinnah said, *"You are free to go to your temples, you are free to go to your mosques or to any other place of worship in this State of Pakistan. You may belong to any religion or caste or creed. That has nothing to do with the business of the State,"* he made this statement because in the past the religion of the majority led to the discrimination against other religions and minorities, which is why he alluded to them in the course of the same speech in another excerpt conveniently ignored. *"As you know, history shows that in England conditions, some time ago, were much worse than those prevailing in India today. The Roman Catholics and Protestants persecuted each other. Even now there are some States in existence where there are discriminations made and bars imposed against a particular class. Today, you might say with justice that Roman Catholics and Protestants do not exist; what exists now is that every man is a citizen, an equal citizen of Great Britain and they are all members of the Nation,"* Jinnah said in the same speech on 11 August 1947. Therefore, Jinnah was trying to emphasize the Islamic principle that the state is responsible for the wellbeing of its citizens on the basis of Islamic injunctions. Unity amongst Muslims, however, was a principle that needed to be pursued at all cost. In a speech made on 17 April 1948 Jinnah candidly emphasized the responsibility of the Muslims to stand united based on the fundamental tenets of Islam, *"Whatever I have done, I did as a servant of*

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.31

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore